

خارج ہو جائے گا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان علوم میں مشغولیت بہت سے ضروری شرعی علوم کے حصول و اشتغال کو فوت کر دیتی ہے۔

اے فرزندِ اُمّی سبحانہ و تعالیٰ نے محض اپنی عنایت بے غایت سے تجھے ابتداءً جوانی میں ہی قرب کی توفیق نصیب فرمائی تھی۔ اور اس سلسلہ عابدیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارِ ہم کے درویشوں میں سے ایک درویش کے ساتھ رجوع کی نعمت عطا فرمائی تھی۔ میں نہیں جانتا کہ نفس و شیطان نے تجھے اس توبہ پر قائم و ثابت رہنے و بایا نہیں۔ تو یہ پراستقامت شکل ہی نظر آتی ہے۔ آپ کا آغاز جوانی کا وقت ہے۔ تمام دنیوی اسباب و وسائل حیا ہیں۔ اور نامناسب و ناپسندیدہ ہمیشہ اور ساتھی بھی آپ کے ارد گرد جمع ہیں۔

ہم اندر ز من ہزارین است کہ تو طفلی و خانہ رنگین ست

پیری لڑتے تھے ساری نصحت یہی ہے کہ توجہ ہے اور مکان بڑا رنگین اور خوشنما ہے انہیں اس کے نقش و نگار میں کھو کر مقصد کو ہی نہ بھول جائے

اے فرزندِ اکبرؑ کلام یہی ہے کہ انسان فضولی بہامات سے بھی بچے اور بہامات میں سے صرف قدر ضرورت پر اکتفا کرے۔ وہ بھی اس نیت سے کہ وظائفِ بندگی ادا کرنے کی ہمت و طاقت بحال اور موجود رہے مثلاً خوراک سے مقصود ادا کے طاعات کی قوت ہے۔ اور لباس سے ستر شرنگاہ اہد گرمی و سردی کا دفاع ہے۔ اسی قیاس پر باقی بہامات ضروریہ ہیں۔ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارِ ہم نے عورت کو اپنا معمول بتایا ہے اور رخصت سے حتی الامکان اجتناب کیا ہے۔ اور یہ بھی عورت میں داخل ہے کہ بقدر ضرورت پر اکتفا کی جائے۔ اور اگر حریمت کی یہ دولت میسر نہ ہو تو بہامات کے دائرہ سے قدم باہر نہیں رکھنا چاہیے۔ اور حرام اور شبہ امور کا ترک نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بہامات کے اندر ہی اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتوں کو اتم و مکمل طور پر جائز قرار دے دیا ہے اور اسی دائرہ کو بہت وسیع کر دیا ہے۔ تمام تنوعات سے قطع نظر کوئی آسائش اس کے برابر ہو سکتی ہے کہ اس کا معنی اس کے اعمال پر راضی اور خوش ہو جائے۔ اور کوئی سختی اس کے برابر ہو سکتی ہے کہ انسان کا آقا اس کے اعمال سے ناراض اور ناخوش ہو۔ خدا تعالیٰ کی رضا جنت میں جنت سے بہتر ہے اور دوزخ میں اللہ کی ناراضگی نار دوزخ سے بُری ہے۔

یہ انسان بندہ محکوم ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کا پابند ہے۔ اسے شرعاً ہمارے طریق

بندوں کے منافع اور مصالح ہیں۔ اور جنابِ قدسِ خداوندی عزّ شانہ کی طرف کوئی نفع مائل نہیں ہوتا۔ ان سب کو جان و دل سے ممنون ہو کر ادا کرنا چاہیے اور پوری تسلیم و اطاعت سے قیام یا عورات کی فراہم ریزی اور تمام منعمات سے رکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے کامل بے تیاری کے باوجود اپنے بندوں کو عورات اور منعمات سے سرفراز فرمایا ہے۔ ہم محتاجوں کو اتم طریقہ پر اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے اور پوری احسان مندی کے ساتھ احکام کی فرماں برداری میں کوشاں رہنا چاہیے۔

وہ فرزند جانتا ہے کہ اگر اہل دنیا میں سے ظاہری شرکت و مرتبے والا شخص اپنے ماتحت متعلقین میں سے کسی کو کسی خدمت کے ساتھ سرفراز کرے اور اس خدمت میں خدمت سپرد و کفالتے صاحبِ شرکت شخص کا نفع بھی ہو تو یہ ماتحت انسان اس کے حکم کو کس قدر عزیز خیال کرتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ ایک عظیم القدر شخص نے اس خدمت پر مامور کیا ہے۔ تو یہ ماتحت انسان پوری احسان مندی کے ساتھ اس خدمت کو بجا لائیگا۔ توڑے تمب اور افسوس کی بات ہے کہ خداوند تعالیٰ جلِ سلطانہ کی عظمت اس دنیا دار شخص کی عظمت سے بھی نظر میں کم محسوس ہو کر خدا تعالیٰ کے احکام اور اس کے وظائفِ بندگی کی ادائیگی میں کوشش نہ کی جائے۔ شرم آتی چاہیے۔ اور خوابِ غرگوشت سے بیدار ہونا چاہیے۔

خدا تعالیٰ جلِ سلطانہ کے احکام بجا نہ لانا دودھ سے ہوتا ہے۔ یا تو اس بنا پر کہ اجاباتِ شریعہ کو جھوٹا خیال کیا جائے۔ اور ان پر یقین نہ ہو اور یا اس بنا پر کہ اللہ تعالیٰ و تقدس کے حکم و فرمان کو دنیا داروں کے حکم سے بھی حقیر اور کم تر خیال کیا جائے۔ اس صورتِ حال کی شناخت اور بُرائی آپ خود ملاحظہ کریں۔

اسے فرزند! جس شخص کے جھوٹ کا بارِ باجبرہ ہو بچھا ہر وہ اگر یہ اطلاع دے کہ فلاں قوم پران کے دشمنِ فلاں ات شب خون ماریں گے۔ تو اس قوم کے عقل مند لوگ اپنی حفاظت کے لیے چارہ جوئی کریں گے اور مصیبت کے دفاع کی فکر کریں گے۔ باوجودیکہ جانتے ہیں کہ اطلاع دینے والا شخص جھوٹ بولنے کا عادی ہے۔ لیکن یہ بھی کہتے ہیں کہ ممکنہ دیسی ہی ہے کہ خطرے کے وہم سے بھی پرہیز کرنا اور بچنا ضروری ہے۔

اس بات پر قیاس کرتے ہوئے جانتا چاہیے کہ مخبر صادق جنابِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما کر بنا لے کے ساتھ مذاہبِ اُخروی کے بارے میں خبر دی ہے۔ لیکن آپ کی باتوں سے بالکل متاثر نہیں ہوئے کیونکہ اگر متاثر ہوتے تو اس کے ازالے کی فکر کرتے۔ حالانکہ حضورِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا علاج بھی معلوم کر چکے ہیں۔ تو یہ کیا ایمان ہوا کہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر کو چھوٹے آدمی کی خبر جتنی

اجیت بھی نہ دی جائے۔ اسلام کی صرف رسمی صورت نجات کے لیے کافی نہیں، یقین و کار ہے۔ اور یقین کہاں ہے بلکہ وہم بھی نہیں، کیونکہ عقل و دلوں کے خطرے کے مقامات میں وہم کو بھی اجیت دیتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا نام مجید میں فرماتا ہے۔

وَاللَّهُ يَهْدِي الْقَوْمَ الصَّالِحِينَ ۝
اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو ٹھیک کر دے گا۔

اس ارشاد خداوندی کے باوجود لوگ اعمال قبیحہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اگر یہ جانتے ہوں کہ ایک آدمی اور خیر شخص ان کے اعمال قبیحہ سے باخبر ہے تو تم گنہگار سے اعمال اس کے سامنے نہ کریں۔

ایسے لوگوں کا حال دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو اللہ تعالیٰ کے علم کا ان کو یقین نہیں، یا اللہ تعالیٰ کے مطلع ہونے کو کوئی اجیت نہیں دیتے۔ نزیاب کردار ایمان میں داخل ہے یا کفر سے تعلق رکھتا ہے۔

تو اس غرور پر لازم ہے کہ نئے سرے سے ایمان کی تجدید کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جَدِّدُوا أَيْدِيَكُمْ بَقَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۝
تمہارا ہاتھ اللہ سے اپنے ایمان کو تازہ کرو۔

اور اعمال ناپسندیدہ سے توبہ خالص کا اعادہ کرنا چاہیے۔ وہ اور جن سے روکا گیا ہے اور جو شرع میں حرام ہیں ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ پانچ وقت کی نمازیں باجماعت ادا کریں۔ اگر قیام میل اور قنار تجدید بھی میسر آئے تو رہے سعادت۔

مال زکوٰۃ ادا کرنا بھی ارکان اسلام میں سے ہے اسے بھی ضرور ادا کیا جائے۔ اور انکی زکوٰۃ آسان طریقہ یہ ہے کہ سال کے اندر قدر زکوٰۃ کے طور پر جو حصہ فقرہ کا بچا ہے اسے باقی مال سے الگ کر لے۔ اور قرین میں رکھے۔ اور سارا مال مصارف زکوٰۃ میں ادا کرتا رہے۔ اس طرح ہر بار دیتے وقت نیت کی ضرورت نہیں۔ چہ اگر نئے وقت جو نیت کی تھی وہی کفایت کرے گی۔ اور اس کا اندازہ تو آپ کو ہوگا ہی کہ سارا مال فقرہ اور مستحقین پر آپ کتنا خرچ کرتے ہیں۔ لیکن جو مال بہ نیت زکوٰۃ ادا کیا گیا وہ زکوٰۃ میں شمار نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہمارے بیان کردہ صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور کافی مقدار میں مال زکوٰۃ نکالنے سے خلاص ہو جاتی ہے۔ اور بالفرض متفرق طور پر زکوٰۃ کا مال سارے سال میں ادا نہ ہو تو بچا ہوا زکوٰۃ کا روپیہ الگ رکھیں اور ادا کریں۔ اسی طرح ہر سال کرتے رہیں فقرہ کے لیے مال زکوٰۃ ہوا الگ کیا گیا اگر اس وقت اس کی ادائیگی نہ ہو سکے ممکن ہے کل ہو جائے۔

اسے غرور نہ دیکھو! جبکہ نفس فطرنا سخت کھیل اور کھوس ہے اور احکام خداوندی جل سلطانہ کی ادائیگی

۱۰ سورۃ ہجرات پارہ ۱۴ ص ۲۶۱

۱۱ احمد و طبرانی بالفاظ مختلف

میں سرکش واقع ہوا ہے۔ اس لیے تائید و مباغض کے طور پر یہ الفاظ لکھے گئے ہیں۔ ورنہ فی الحقیقت تمام اموال و املاک کا مالک حق سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ کس کی مجال ہے کہ ادائیگی میں دیر کر سکے۔ لہذا پوری اللہ تعالیٰ کی پوری احسان مندی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ اسی طرح باقی تمام عبادات میں کسی طور پر بھی اپنے آپ کو معصات اور مستثنیٰ قرار نہ دیں اور حق العباد کی ادائیگی میں توجہ زیادہ توجہ مبذول کرنی چاہیے اور پوری کوشش کرنی چاہیے کہ کسی کا حق اپنے ذمہ نہ رہے۔ ورنہ اس حق کی ادائیگی آسان ہے۔ نرمی اور چالوسی سے بھی دوسرے کا حق رفع ہو سکتا ہے۔ اگر اس کی منت خوشامد کر لی جائے، آخرت میں مشکل ہے وہاں ادائیگی کا کچھ علاقہ نہ ہو سکے گا۔

احکام شریعہ کی صحیح فوجیت علمائے آخرت سے معلوم کیا کریں۔ ان کے کلام میں ایک تاثیر ہے شاید ان کے مبارک کلمات کی برکت سے عمل کی توفیق بھی مل جائے۔

علمائے دنیا سے جنہوں نے علم کو مال و دھار کے حصول کا ذریعہ بنا رکھا ہے دور رہنا چاہیے۔ مگر جبکہ منتفی اور پرہیزگار عالم نہ لے تو ضرورت کے تحت بقدر ضرورت علمائے دنیا کی طرف رجوع کیا جائے۔ وہاں آپ کے پاس حاجی محمد اقرہ ویندار علماء میں سے ہیں۔ اور یہاں شیخ علی اقرہ سے تو آپ کی شناسائی بھی ہے۔ غرضیکہ یہ دونوں حضرات ان علاقوں میں غیبت ہیں۔ مسائل شرعیہ کی تعینات میں ان کی طرف رجوع کرنا بہت مناسب ہے۔

اسے فرزند اہم فقہاء کو بنائے دنیا سے کیا تعلق و مناسبت کہ ان کی اچھی دہری بات زبان پر لائیں اس باب میں نصاب شریعہ اتم و اکمل طریقہ قرار دے رہی ہیں۔ واللہ الحجة البالغة (اللہ ہی کے لیے مکمل حجت ہے۔

لیکن اس فرزند یعنی تم نے فقہاء کی طرف رجوع کیا تھا اس مناسبت کے باعث اکثر اوقات دل کی توجہ اس فرزند کی طرف مبذول نہ رہتی ہے۔ اور وہی توجہ اس گفتگو کا بھی باعث اور سبب ہے میرا یقین ہے کہ ان تصانیح اور مسائل میں سے اکثر تمہارے کان تک پہنچ چکی ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ مقصود عمل ہے۔ صرف علم مقصود نہیں۔

بیمار اگر اپنے مرضی کا علاج جانتا ہو جب تک دعا استعمال نہیں کرے گا صحت نہیں ہوگی۔ دعا صرف علم کچھ فائدہ نہ دے گا۔ یہ سب تائید و مباغض ترخیب عمل کے لیے ہے۔ علم ان چھت مکمل کر دینا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ان اشد الناس هذا بآیہ القیلة قیامت کے روز سب لوگوں سے زیادہ عذاب

عالمہ رحمہ فیضہ اللہ بعلمہ۔ اس عالم کو جہاں سے اللہ نے اس کے علم سے نفع

دیہا۔

وہ فرزند جانتا ہے کہ سابقہ رجوع نے اہل اللہ کی صحبت کم نصیب ہونے کے باعث کوئی نتیجہ نہیں نکالا۔ کہیں اس فرزند کے جوہر استعداد کی نفاست سے ضرور خبردار کرتی ہے۔ امید ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اس رجوع کی برکت سے اپنے پسندیدہ کاموں کی توفیق بخشنے گا اور اہل نجات میں سے کرے گا۔

بہر حال اس گروہ اہل اللہ سے اپنا رشتہ محبت نہ توڑے اور ان پاک لوگوں کے حضور میں التجا اور عاجزی کو اپنا شعار اور دستور بنارکے۔ اور منتظر رہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اس گروہ اہل اللہ کی محبت و عنایت کے وسیلہ سے اپنی محبت سے مشرف فرمائے اور پوری طرح اپنی طرف کھینچ لے۔ اور ان دنیوی تعلقات سے خوشنوں سے پورے طور پر نجات عطا کرے۔

عشق آن شعلہ است کہ چوں بر فروخت

بہر چیز معشوق باقی جملہ سوخت

یتیم لا در قتل غیر حق براند

در غم نراں پس کہ بعد لاجسم ماند

ماند الا اللہ باقی جملہ سوخت

شاد باش اے عشق شرکت سحر زفت

عشق وہ شعلہ ہے کہ جب روشن ہوا تو اس نے عشق کی جہتی کے سوا باقی سب کچھ جلا کر رکھ دیا۔ غیر حق کو قتل کرنے کے لیے اس عشق نے تلوار چلائی تو دیکھو کہ لاکھ بھڑکیا باقی رہا۔ صرف اللہ باقی رہا اس فات کے علاوہ سب کچھ ختم ہو گیا۔ اے مضبوط طریقہ پر شرکت کو جلا دینے والے عشق! تو ہمیشہ خوش رہو۔

مکتوب نمبر (۷۴)

فقر اول اہل اللہ کی محبت پر ابھارتے، ان کی طرف متوجہ رہنے اور صاحب شریعت علیہ

السلام کے احکام و روایات پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے، ان کے عقائد و عقوبتوں میں اصلاح دیتے ہیں اور عام فہم کے متعلق اس حدیث کو نقل کیا۔ بالفاظ مختلفہ۔ (ترجمہ حقیقی)

یہ لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کا پرچار کرتے ہیں کہ بزرگوں سے حقیقت و محبت اور ان کا وسیلہ کوئی چیز نہیں ان کو حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ پر غور کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ صحیح عقیدہ کی نعمت عطا فرمائے۔

(ترجمہ حقیقی)

و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع و پیروی کی نصیحت کے بیان میں۔

میرزا بدیع الزمان کی طرف سے دعا فرمائی۔

آپ کا مراسلہ شریفہ اور مقامہ لطیفہ وار دہوا۔ **حَمْدُ اللَّهِ بِحَمْدِهِ** کہ اس کے حضور میں معافی کے فرائض سے محبت اور درویشیوں کے ساتھ عقیدت و توجہ ظاہر ہو رہی تھی جو تمام معاندانوں کا سر بائیں
لَا تَهْمُ جُلُوسًا وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ بیشک اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ کے پیشین ہیں
وَقَدْ قُوَّةً لَا يَشْفِي جَلِيلُهُمْ یہ ایسے بابرکت لوگ ہیں کہ ان کا معنی میں بڑھ

نہیں۔

وَكُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعارف
 معاہدہ کے طفیل اور وسیلہ سے کفار پر نصرت
 و کامیابی طلب کرتے تھے۔

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل اللہ کی شان میں
 فرمایا: بہت سے پائندہ بال دعوت انوں سے جو کچھ
 جانتے والے اگر اللہ پر کسی کام کی قسم لیا ہیں تو
 وہ ان کی قسم پر ہی کرتا ہے۔

۱۔ اسے سعادت آمار آپ کے مختوب گرامی میں میرے متعلق ایک فقرہ یہ تھا خدیو نشاۃ الدین یعنی
 نامک و جہان۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ صفت ذات حضرت واجب الوجود کے ساتھ خاص ہے
 میں سلطانہ۔ بندہ مملوک جو کسی شے پر قادر نہیں اس کے لیے کہاں گنجائش ہے کہ کسی بھی وجہ سے اپنے
 خداوند بل سلطانہ کے ساتھ شراکت و صورت دے اور اپنے خدا ہونے کے راستے پر دوڑ پڑے۔ خاص کر
 سلمہ یہ سنیں بخاری و مسلم کی اس حدیث سے انور ہے **وَأَنَّا عَمَلُهُ إِذَا ذَكَرْتِي** اور جب میرا بندہ بچھو

گذاںے قرین اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور اسے لا بندہ کسی وقت بھی پاؤ حق سے غافل نہیں ہوتا۔
 سلمہ بخاری و مسلم بالفاظ متفاوۃ۔ سلمہ مشکوٰۃ بحوالہ شرح السنۃ۔

سلمہ مسلم شریف بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلمہ حضرت امام ربانی قدس سرہ نے یہ احادیث یہاں نقل فرما کر دراصل اس مسئلے کی طرف اشارہ فرمایا
 کہ وہی کرام کو وسیلہ ہونے کا عقیدہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل سے ثابت ہے۔ اور اس عقیدہ کو شرک و
 بدعت قرار دینا گمراہی ہے۔ منکرین و سید خود فرمائیں۔ (ترجمہ معنی مند)

مکتوب تمبھار

یہ مکتوب بھی میرزا بدیع الزمان کی طرف سے صادر فرمایا۔

محضر رسید کریمین علیہ علی آراء الصلوٰۃ والسلام کی پوری پڑھانے کے بیان میں۔ اقول
تفصیح عقائد کے ساتھ اور ثنائی فقہ کے ضروری احکام کے ساتھ۔ اور اس بات کے بیان میں کہ غنی
سبحانہ و تعالیٰ سے اس کی ذات کو وسیلہ یا بے وسیلہ طلب کرنا چاہیے۔
اللہ سبحانہ و تعالیٰ غنیوں کی سلامتی اور عاقبت سطا کرے۔

سعادت دارین کی دولت رسید کریمین علیہ علی آراء الصلوٰۃ والسلام کی اہتمام اگلیا کی اس
مناہت پر موقوف ہے جس کی وضاحت اور جو طریقہ علمائے اہل سنت شکر اللہ تعالیٰ میسم نے بیان
کیا ہے۔ سب سے پہلے ان اہل سنت بزرگوں کی آراء کے مطابق اپنے عقائد کی درستی ہے۔ دوسرے نمبر
پر حلال و حرام، فرض و واجب، سنت و مستحب اور مباح و مشتبہ کا علم حاصل کرنا چاہیے۔ اور اس علم
کے تقاضے کے مطابق عمل بھی درکار ہے۔

یہ دوا عقادی اور عملی باندھا اصل کر لینے کے بعد اگر سعادت انہی مدد فرمائے تو عالم قدس کی طرف
پردہ زبیرا سکتی ہے۔ اور اس کے بغیر خدا اور رحمت پر ہاتھ پیرنے والی بات ہے کیونکہ دنیا اس لائق نہیں
کہ اسے اپنا مطلوب بنالیں۔ اور نہ مال و جاہ کو یہ حیثیت حاصل ہے کہ اسے اپنے مقاصد قرار دے لیا جائے
بلکہ محنت کرنا چاہیے اور حق تعالیٰ کی ذات سے بے وسیلہ یا بوسیلا اسی کی ذات کو طلب کرنا چاہیے۔
کارین سنت وغیرہ میں جسے پہنچ

اصل کام یہی ہے اس کے سوا سب بیکار ہے۔

جب تم نے پوری توجہ اور اخلاص کے ساتھ ہم سے دعا کی درخواست کی ہے تو آپ کو بشارت
ہو کہ آپ باسلامت اور غنیمت کے ساتھ واپس لوٹیں گے۔ لیکن ایک شرط خاص طور پر ملحوظ رکھیں کہ قبل
توجہ صرف ایک ذات ہونی چاہیے (اپنا مرشد کامل)۔ اپنے قبلہ توجہ متعدد افراد کو قرار دینا اپنے آپ کو
تفرقے اور انتشار کا شکار کرنا ہے۔ بشمول رشل ہے۔

”ہر کہ ایک جاہد جاہد کہ ہم جاہد جاہد جاہد“

یعنی ہر ایک جگہ قائم ہے ہر جگہ ہے اور جو جگہ ہے ایک جگہ ہی نہیں

حضرت نفعی سبحانہ و تعالیٰ شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والیقینہ کی راہ پر استقامت عطا فرماتے۔ ان تمام پر جو متبع ہدایت میں ائمہ مصطفیٰ علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والایمان کی متابعت کو لازم جانتے ہیں سلامتی کا نزول ہوتا رہے۔

مکتوب تمبہ (۷۶)

تفصیل خالص کی طرف صاف فرمایا۔

اس بیان میں کہ ترقی و رواج اور تقویٰ سے وابستہ ہے اور فضول و مباحات کو ترک کرنے کی ترغیب میں۔ اور اگر یہ میرے عزیزوں سے پہچتے ہوئے فضول و مباحات کے دائرے کو تنگ کر رکھنا چاہیے۔ اور اس امر کے بیان میں کہ حرام انبیاء سے پھنا دو قسم ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ دَیْلَمُ تَسْتَعِیْنُ۔ ہم اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے شروع کرتے ہیں اور اسی سے مدد کے طلبگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ہر عیب سے بچائے اور ہر وفادار کرنے والی شے سے محفوظ رکھے بے غفلت و غفلت سید البشر جن سے کبھی نظر کی نفی ہو چکی ہے۔ علیہ علی آلہ من الصلوٰۃ والسلام من التسلیات افضلہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا أَتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَاٰمِنُوْا وَ مَا نَهٰكُمُ عَنْهٖ فَاَنْتَهُوْا
جو چیز تمہیں رسول دے اسے ملو اور جس چیز سے منع کرے اس سے روک جاؤ۔

نجات کا دار و مدار دو چیزوں پر ہے۔ اقامت کی بجا آوری اور ممنوعات سے باز رہنا۔ اور ان دو میں جزا خیر کو زیادہ اہمیت و عظمت حاصل ہے جسے رواج اور تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حدیث میں وارد ہے:

مَنْ كُنَّ رِجْلُ عَدُوِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ بَعَادَہٗ وَ اجْتَنَبَہٗ وَ دَعَا اَخُوہٗ عَنْہٗ فَصَالَ
حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو عداوت گوارا تھا اور بار بار دعوت میں بہت کرکشی

۱۰ سورہ حشر۔ پارہ قدیم اللہ ۲۸۵۔

۱۱ ترمذی شریف ہدایت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسناد حسن۔

النبي صلى الله تعالى عليه وعلى آله
وسلم لا تغفلوا بالمرحمة تشيخا يعني
کرتا تھا اور ایک دوسرے کا ذکر کیا گیا جو روح سے
موصوت تھا یعنی خلافت شریعہ امور سے بچا تھا
کراپ سے فرمایا اور اس کے برابر کسی شے کو نہ سمجھو۔
الوس ۶۔

اور ضروری کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی ارشاد ہے:

هَذَا لَا يَزِيْكُمْ اَلْوَسْعُ
تم اسے دین کا دار و مدار روح و تقویٰ پر ہے۔

اور انسان کو قریشی شخص پر فضیلت اس روح و تقویٰ کے سبب ہے اور عارض قرب کی طرف ترقی بھی
اس دوسرے جزو روح و تقویٰ کے باعث ہے۔ کیونکہ لاکھ جزا و اول (عبادت) میں انسان کے ساتھ شریک
ہیں بگمان میں ترقی معقود ہے۔ پس روح و تقویٰ کے جزو کی رعایت اسلام میں سب سے اعلیٰ ترین مقام
میں سے ہے اور دین کے نہایت ضروری امور میں داخل ہے۔ اور اس جزو کی رعایت جس کا مدار حرام چیزوں
سے بچنے پر ہے، کامل طور پر اسی وقت میرا سکتی ہے جبکہ فضول مباحات سے بھی اجتناب کیا جائے اور
مباحات میں سے بقدر ضرورت پر کفایت کی جائے۔ کیونکہ از کتاب مباحات میں ہاگ کا وصیہ کرنا مشتبہ
اور کے از کتاب تک پہنچا دیتا ہے اور شہر سے سجاد ذکر کے انسان حرام تک پہنچتا ہے۔

مَنْ سَأَلَ حَوْلَ الدَّخْلِ فَوَيْشَكَ أَنْ
يَقْعَ فِيهِ۔
جو چاہے کہ گرو گھر سے قریب ہے کہ ایک
روز چراگاہ میں گھس جائے۔

پس کامل روح و تقویٰ کے حصول کے لیے مباحات میں سے بھی بقدر ضرورت پر کفایت کرنا ضروری
ہے۔ اور بھاج بقدر ضرورت بھی اس وقت شکر تائج ہے جبکہ وظائف بندگی کی ایمانی کی نیت سے ہو
ورنہ بقدر ضرورت مقدار بھی وبال ہے۔ اور بامقصد غمخیزی مقدار میں بھاج کا استعمال بھی زیادہ کے
حکم میں داخل ہے۔

اور جب فضول مباحات سے بالکل اجتناب خصوصاً آج کل بہت کیا ہے۔ تو حرام چیزوں سے
اجتناب کرتے ہوئے بقدر طاقت فضول مباحات کے از کتاب کو تنگ کرنا چاہیے۔ اور اس از کتاب
مباحات میں ہمیشہ شرمندہ اور استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ اور فضول مباحات کے از کتاب کو مخرجات
میں داخل کی گھر کی تصور کرتے ہوئے ہمیشہ حق سبحانہ سے استغفار اور نزاری میں مشغول رہنا چاہیے۔ ممکن ہے
پندامت واستغفار اور استغفار اس اجتناب کا کام دے سکے جو فضول مباحات سے تعلق رکھتی ہے
لے مشکوٰۃ شریف۔

لے بخاری و مسلم بروایت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور اس طرح بندہ فضائل مباحات کے ارتکاب کی آفت سے محفوظ و مامون رہ سکے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں گنہگاروں کی مابین ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اطاعت گزار لوگوں کی جلد و جہد سے زیادہ محبوب ہے۔ اور محرمات سے بچنا بھی دو قسم پر ہے۔ ایک قسم وہ ہے جس کا تعلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہے۔ اور دوسری قسم وہ ہے جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔

دوسری قسم کی رعایت زیادہ اہم ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ معنی مطلق ذات ہے اور ارحم الراحمین ہے۔ اور بندے بغیر اور محتاج اور فطرنا، بحیث اور کنجوس ہیں۔ لہذا ان کے حقوق کی ادائیگی زیادہ ضروری ہے جس پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مَنْ كَانَتْ لَهُ مَطْلَبَةٌ تَلَاخُبُهُ
مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ مِنْ قَلْبِهِ حَلَلَهُ
رَبُّهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ يَكُونُ زَيْدًا
وَلَا يَزْهَرُ أَنْ كَانَ لَهُ عَيْنٌ صَارَتْ
أُخْرَى لِقَدَرِ مَطْلَبَتِهِ وَإِنْ كَفَرُ
تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخْرَى مِنْ مِثْلَانِ
صَاحِبِهِ فَيُحْمَلُ عَلَيْهِ

جس شخص کے ذمے اس کے معاشی کا کوئی حق اترے
جسے اہمرونی و غیرہ جوتو یا جیسے کہ کچھ ہی اس کو
معاف کر دے اس سے پہلے کہ اس کے پاس
نکوئی دینا رہے اور نہ وہ ہم کیونکہ دنیا سے
روز اس حق کے بدلے اس کی نیکیاں لی جائیں گی
اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو نیکوئی
کی بدیاں نیکیاں پر ڈال دی جائیں گی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے :

اَتَقْدَرُونَ هَا الْمَغْلَسَ ؟ تَالِئَا
الْمَغْلَسَ فَيَتَا مَنْ كَادِرْهُ هَلْ كَادِرْ
لَا مَتَانَمَ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَغْلَسَ مِنْ أَمْنٍ مَنْ
يُيَاقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَصْدُوقُ وَ
صَيَّامٌ وَ زَكَاةٌ وَيُيَاقِ قَدْ شَرَعَتْ
هَذَا وَ تَذَاتُ هَذَا وَ أَكَلْ هَذَا
هَذَا وَ سَفَكَ وَ هَذَا وَ حَصَبَ

جانتے ہر شخص اور تلامذہ کون شخص ہے ؟ لوگوں
نے کہا ہم میں مغلس وہ شخص ہوتا ہے جس کے پاس
نہ وہم نہ حسد نہ۔ آپ نے فرمایا میری امت میں
مغلس وہ ہے جو قیامت کے روز تباہ و تاراج
زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اس کے ساتھ اس نے
کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر ہمت لگائی ہوگی
کسی کا مال کھایا ہوگا کسی کا خون بنایا ہوگا۔
اور کسی کو مار پٹا ہوگا۔ اس شخص کی نیکیاں

اسے بخاری شریف بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۰ سلم شریف بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

هَذَا أَقْبَعُ مِنْ هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ كَانَ
فَوَيْتَ حَسَنَاتِهِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ
مَا عَلَيْهِ أَخَذَ مِنْ خَطَايَاهُ
فَقِيلَ حَتَّى عَلَيْهِ تَعَرَّطَ مَرِيفِ
النَّاسِ

اس کے ان کردے دی جائیں گی۔ پھر اگر اس کی
نیکیاں اس کے ذمے عتق کی جائیں گی پھر
ختم ہو جائیں تو ان حقداروں کی ہائیاں لے کر
اس پر مثال دی جائیں گی اور پھر اس شخص کو
دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بالکل سچ اور حق فرمایا ہے۔
دوسری بات یہ ہے کہ ہندو ان حضرات کی حمد و ستائش اور شکر گزاری کرتے ہیں کہ ان کے ہم قدم
ہے ہندو غلط فہمی میں اس لئے گزرے زمانہ میں احکام شرعی رواج پذیر نہیں آ سکتے تھے بلکہ دین کی تقویت
اور ملت کی ترویج حاصل ہے۔ فقیر کے نزدیک یہ شہر لاہور تمام ہندوستان کے شہروں میں قلب ارشاد
کی طرح ہے۔ اس شہر کی خیر و برکت تمام ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے۔ اگر اس شہر میں دین و راج پڑے
ہوگا تو باقی علاقوں میں بھی دینی شمار کا رواج متحقق رہے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا موعود و ناسر ہو بہو بنی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أَتَمِّ خَالِيَيْنِ
عَلَى الْحَقِّ لَا يَصُرُّهُمُ مِنْ خَلْدِهِمْ
حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمُ عَلَى
ذَلِكَ -

جیسی است کا ایک گروہ ہمیشہ خلیفہ اسلام
پر غائب اور دین حق پر قائم رہے گا۔ ان کی آمد
کرنے والے انہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے
یہاں تک کہ قیامت آجائے اور وہ اپنے حال پر
قائم ہوں گے۔

چونکہ آپ کو میرے پیرومند معرفت بناؤ قبلہ کا دے رشتہ محبت کی وراثت نصیب ہے اس بنا پر
وہی رابطہ محبت ان چند کلمات کے لکھنے کا محرک ہوا ہے۔ اس سے زیادہ الطاب و نامناسب ہے۔
آپ کو یہ دفعہ پہنچانے والا دعا گو ایک اور صلہ اور شریف خاندان میں سے ہے۔ ایک حاجت آپ کی
خدمت میں لے کر حاضر ہوا ہے۔ امید ہے کہ اس بارے میں توجہ شریف بند دل کر کے اس کی حاجت ووائی
کریں گے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی بزرگ آل کی حرمت اور طفیل آپ کو دوست خفی اور عاؤ
سرمد حاصل ہو۔ سیادت و آب میر سید جمال الدین کو میری طرف سے دعوات عز و یا نہ پہنچا دیں۔

اے حاکم نے حضرت عمرو بن عاصم ادرانی صاحب نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیز انی مابینے میثرب بن شہد
اور ہوا ورنے عمران بن حصین سے یا غافلہ غافلہ بر حدیث روایت کی۔

مکتوب نمبر ۷۷

جباری خان کی طرف صاوری سہرایا۔

اس امر کے بیان میں کہ خدائے بے مثل و بے کیف کی صبح عبادت و بندگی کب میسر آتی ہے

اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی بَیِّنَاتِہِ الْاَدِیْنِ اَصْطَفٰی۔

بعد از خدائے ہرچیز پرستند هیچ نیست

بے دولت است آنکہ هیچ اختیار کرد

خدا تعالیٰ کے سوا جس شے کی بھی پرستی کی جلتے بالکل بیچ ہے۔ وہ شخص بے نصیب ہے جو بے کار

کام کر پسند کرتا ہے۔

بے مثل و بے کیف خدائے جلّ سلطانہ کی عبادت اس وقت میسر آتی ہے جبکہ ماسوی اللہ کی بندگی

سے آزاد ہو کر صرف ذات احد کو قبلہ توجہ بنالیا جائے۔ اور اس توجہ کی نشانی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے

ماصل ہونے والی نعمت یا تکلیف دونوں برابر ایک سے محسوس ہوں۔ بلکہ اس مقام کے ابتدائے حصول

کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی تکلیف انعام کی نسبت زیادہ مرعوب و پسندیدہ محسوس

ہوتی ہے۔ اگرچہ آخر کار معارف غور و خوض (سب کچھ اللہ کے حوالے کرنا تاکہ باپنچتا ہے۔ اور انعام تکلیف

جو کچھ فنا ہے منہز اور بہت مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہ عبادت جو رغبت بہشت یا خوف و دوزخ کے تحت

ہوتی ہے۔ فی الحقیقت یہ عبادت اپنی عبادت ہے۔ اس سے مقصود اپنی نجات اور اپنا سر در ہے۔

”تا تو در بہشت خویش تن باشی عشق گوئی در دوزخ زن باشی“

بب تک تو اپنی اغراض کی بندش میں ہے۔ تیرا دھڑی عشق و دوزخ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

اس دولت کا حصول فائزے مطلق سے وابستہ ہے۔ اور صرف ذات احدیت کی طرف توجہ بہت

فانی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ اور ولایت خالصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والنجیۃ کے ظہور کا تقدیر

ہے۔ اس ولایت خالصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والنجیۃ کی نعمت عظمیٰ کا حصول نبی اکرم علیہ

سین الصلوٰۃ اتقیا ومن النبیات الکما کی کمال اتباع پر موقوف ہے کیونکہ ہر نبی علیہم الصلوٰۃ و

الصلوات کی شریعت جواز راہ نبوت اس کو عطا کی جاتی ہے اس کی ولایت کے مناسب ہوتی ہے۔

کیونکہ ولایت میں کلیتہً مسیح حق سبحانہ کی طرف ہوتا ہے۔ اور جب اسے نبوت کے ساتھ دولت و ارشاد کے لیے نیچے لاتے ہیں تو وہ اسی نور کے ساتھ نیچے تشریف لاتا ہے اور اسی کمال کو مخلوق کی توجہ کے ساتھ جمع کرتا ہے۔ اور مقام نبوت کے کمالات کے حصول کا سبب بھی وہی نور ہوتا ہے۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے۔

اس گفتگو سے ہر حال یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہر نبی کی شریعت اس کی ولایت کے مناسب ہوتی ہے۔ اور اس شریعت کی اتباع وہی پروردگار اس نبی کی ولایت تک پہنچا دیتی ہے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعض پیروکاروں کو آپ کی ولایت سے کوئی حصہ نہیں ملا۔ بلکہ وہ دوسرے انبیاء کرام کے قدموں پر ہوتے ہیں اور ان کی ولایت سے حصہ پاتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت تمام انبیاء کرام کی شریعتوں کی جامع ہے۔ اور جو کتاب (قرآن مجید) آپ پر نازل ہوئی ہے وہ تمام آسمانی کتابوں کو شامل ہے۔ پس اس شریعت کی اتباع تمام پہلی شریعتوں کی اتباع ہے۔ تو اپنی استعداد کی مناسبت کے اندازہ کے مطابق جو بعض انبیاء کے ساتھ ہوتی ہے بعض حضرات ان انبیاء سے ولایت اخذ کرتے ہیں اور اس میں کچھ حرج نہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت بھی تمام انبیاء کی ولایتوں کو حاوی ہے علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔

تو ان ولایتوں تک پہنچنا درحقیقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خصیصیت رکھنے والی ولایت کے اجزاء میں سے ایک جزو تک پہنچنا ہے۔ اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت تک نہ پہنچنے کا سبب آپ کی کمال متابعت میں کمی کے سبب ہوتا ہے۔ اور اس کمی کے جہت سے درجعات ہیں۔ اس لیے ولایت کے درجات میں بھی فرق و تفاوت ہوتا ہے۔ اور اگر آپ کا کمال اتباع میسر آجاتا تو آپ کی ولایت تک وصول ممکن ہو جاتا۔ یہ اعتراض اس وقت واقع ہوتا ہے جبکہ دوسرے انبیاء کرام کی شریعتوں کے پیروکاروں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت حاصل حاصل ہو جائے۔ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات والتجبات۔ اور جب یہ بات نہیں تو اعتراض بھی وارد نہیں ہوتا۔ تمام تقریریں اس ائمہ کے لیے جس نے ہم پر انعام فرمایا، ہمیں صراط مستقیم اور دین قریم کی طرف ہدایت و رہنمائی فرمائی۔ صراط مستقیم دین کے مضبوط راستے اور روشن شریعت سے عبارت ہے :

لے جانا چاہیے کہ یہ نبی مکرمہؐ کے لیے کہ امام ربانیؒ نے تشریف فرما تھے تیب میں تصریح کی ہے۔

إِنَّكَ لَمِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى صِرَاطٍ
أَيُّ رَسُولٍ مِّنْ عِندِ رَبِّكَ
مُسْتَقِيمٍ

اس معنی و مضمر کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت حقہ کی کامل اتباع آپ کے کامل تمہیں اور معظّم اولیاء کلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طفیل نصیب فرمائے اس رقعہ و دعا آپ کے پاس لائے والا چونکہ آپ کی طرف جارہا تھا تو سلسلہ محبت ان چند کلمات کے لکھنے کا محرک بن گیا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ سبحانہ لدیکم۔

مکتوب نمبر (۷۸)

یہ مکتوب بھی جبار علی خاں کی طرف صادر فرمایا۔

سفر در وطن کے معنی اور سیر آفاقی و انفسی اور اس بیان میں کہا اس دولت کا حصول صاحب

شریعت علی مصدر با الصلوٰۃ والسلام والحقیقۃ کی اتباع کے ساتھ وابستہ ہے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ شریعت حقہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقیقۃ کے طریقہ اور راستہ پر استقامت نصیب فرمائے۔

پندرہ روز کی بات ہے کہ بندہ وہلی اور آگے کے سفر سے واپس لوٹا ہے اور اپنے وطن مالوت میں آرام پذیر ہوا ہے۔ اس وقت حب الوطن من الایمان نقد وقت ہے۔ وطن مالوت میں آنے کے بعد اگر سفر ہے تو اپنے وطن ہی میں ہے۔ "سفر در وطن" اس خانوادہ ولیدہ نقشبندیہ کے اکابر کا اصول مقررہ میں سے ہے۔ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔

اس طریقہ میں اس سفر کی چاشنی ابتداء ہی میں سر آجاتی ہے اور نہایت کے وابستہ ہیں مدح ہونے کے طور پر حاصل ہوتی ہے۔ کارکنان قضاء و ستدر اگر چاہتے ہیں تو اس گروہ کی ایک جماعت کو مجذب سالک بناتے ہیں اور بیرونی سیر میں شامل دیتے ہیں۔ اس سیر آفاقی کے مکمل ہونے کے بعد بیرونی میں جو سفر در وطن سے عبارت ہے آرام عطا کرتے ہیں۔

ایں کار دولت است کنون تا گرا و ہند

یہ کام دولت ہے۔ دیکھیے اب یہ گئے عطا کرتے ہیں۔

هَنْبًا لِّأَمْسٍ يَّابِ الدَّعْوَىٰ تَعْتَصِمُ

ع

ترجمہ: نعمت والوں کو نصیبین ہو سگوار رہیں۔

اس نعمت عظمیٰ تک وصول پیدا نہیں ہوا آخرین علیہ علی آلہ من الصلوٰات افضلہا ومن النجیات اکلہا کی اتباع سے وابستہ ہے۔ بندہ جب تک اپنے آپ کو پورے طور پر شریعت میں گم نہ کر دے۔ اور دوسرے کی بجا آوری اور منوعات سے رکنے کے ساتھ مزین و آراستہ نہ کرے۔ اس دولت و نعمت کی خوشبو بندے کی روح سرنگہ نہیں سکتی۔ شریعت کی مخالفت کے باوجود اگر چہ بال برابر ہی ہوا اگر احوال و مواجید حاصل ہوں تو وہ استدراج میں داخل ہیں۔ آخر اسے رسوا اور ذلیل کر دیں گے۔ محبوب رب العالمین علیہ علی آلہ من الصلوٰات افضلہا ومن النجیات اکلہا کی اتباع اور پیروی کے بغیر عذابِ آخری سے خلاصی اور نجات ناممکن ہے۔ چند روزہ زندگی کو حق سبحانہ و تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں میں صرف کرنا چاہیے وہ کیا زندگی اور کیا عیش ہے اگر بندے کا ملک و مولیٰ اس کے اعمال و افعال کی بنا پر اس سے ناراض ہو رہی سبحانہ و تعالیٰ بندے کے مجزی اور فحی حالات سے راض و آگاہ ہے اور حاضر ناظر ہے۔ ایسی عظیم و بزرگستی کے سامنے افعالِ قبیحہ کا مرتکب ہونا بڑے شرم کی بات ہے۔

مثال کے طور پر لوگوں کو اگر یہ معلوم ہو کہ کوئی شخص ان کے محبوب و ناپسندیدہ افعال پر مطلع ہو جائے تو ایسی صورت میں کوئی ناشائستہ حرکت کرنے کو ہرگز تیار نہیں ہوتے اور عین چاہتے کہ وہ ان کے بُرے اعمال سے آگاہ ہو۔ تو کیا مسیبت ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے علم و اطلاع کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ یہ کیا اسلام ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا اس بندے کے بارے میں لحاظ اور اعتبار نہیں کرتے۔ فعدو با اللہ سبحانہ من شئ و انفسنا و من مینات اعمالنا ہم اللہ سبحانہ کے پاس پناہ لیتے ہیں اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے برے اعمال سے۔ مطابقی حدیث مبارک:

جِدُّ دُورِ اِيْمَانٍ نَكْرَهُ يَقُولُ لَا اِلَهَ اِلاَّ اللّٰهُ
اِلَّا اللّٰهُ۔
اپنے ایمان کو کھڑکھڑا کر کے کہتا ہے۔

اس کلمہ عظیم الشان کے ساتھ ہر آن تجدید ایمان کرتے رہنا چاہیے۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام ناپسندیدہ افعال سے توبہ اور رجوع کرتے رہنا چاہیے۔ شاید دوسرے وقت تک توبہ کی فرصت و مہلت نہ دیں۔

هَلَكَ الْكَافِرُونَ۔
یعنی: ابھی کہیں گے کہنے والے ہلاک ہو چکے ہیں۔

حدیث نبوی علیہ علی آلہ الصلوٰات والتسلیمات یعنی نیک کام میں تاخیر کرنے والے ہلاکت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ فرصت کو غنیمت بانٹنا چاہیے اور حق تعالیٰ کی مرضی کے کاموں میں اپنے لمحاتِ زندگی

صرف کرنے چاہیں۔ توبہ کی توفیق حق سبحانہ و تعالیٰ کی عنایات میں سے ہے حق سبحانہ تعالیٰ سے ہمیشہ اس بات کے خواہاں رہیں۔ اور وہ درویش جن کا قدم شریعت میں راسخ اور پختہ ہے اور جو عالم حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں ان کی وعادہ جنت و توبہ کا طالب رہنا چاہیے۔ اور ان سے مطالبہ کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عنایت و مہربانی ان کی مدد و دعا کی کھڑکی سے ظاہر ہو کر جناب قدس خداوند تعالیٰ کی طرف کھینچ لے۔ اور اس میں مخالفت کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ جب تک ایک بال برابر ہی شریعت سے مخالفت کی راہ کھلی ہے بدستور خطرے کا محل موجود ہے۔ مخالفت کے تمام راستے بند اور مسدود نہ ہو سکتے ہیں۔

محال است سعدی کہ راہ صفا نواں رفت جز در پے مصطفیٰ

حضرت ولید الصلوة والسلام کے قدیموں کو مجبور کر دیا کہ حق تعالیٰ اور ہدایت کے راستے پر اسے سعدی چلنا محال اور ناممکن ہے۔

اللہ پر اعتراض کرنا خصوصاً ایمان درمیان میں پیری مریدی کا تعلق ہوا اور درمیان میں راہ افتادہ کھلا ہوا ہرگز نہ چاہیے۔ اعتراض اور تکذیبی کو نہ ہر قائل تصور کرنا چاہیے۔ اس سے زیادہ گفتگو بے مقصد اور افسانہ میں داخل ہے۔

یہ چند حروف نابطنہ محبت و اخلاص کی بنا پر لکھے گئے ہیں۔ امید ہے کہ طال کا باعث ضیہیں بنیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ظاہر اور شاہ حسن شریف زاد سے ہیں۔ ملازمت و نوکری کے طلبگار ہیں امید ہے کہ انہیں اپنے خاص ملازمین میں داخل کر لیں گے۔ اسماعیل بھی یہی ارادہ لے کر حاضر خدمت ہوا ہے۔ اگرچہ پیادہ ہے مگر امید رکھتا ہے کہ اپنے حال کے مطابق ضرور حصہ پائے گا۔ زیادہ دروسری ٹھیک نہیں۔ والسلام والا کرام۔

مکتوب نمبر (۷۹)

یہ مکتوب بھی جباری خان کی طرف مسادر فرمایا۔

میں معلوم ہوا کہ حضرت امیرانی قدس سرہ بھی اولیا و اولیاء سے مدد طلب کرنے کا عقیدہ رکھتے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتے ہیں۔ لہذا یہ عقیدہ مشترک نہ کیسے ہو سکتا ہے؟ (مترجم)

اس بیان میں کبیرہ دشمن شریعت تمام پہلی شریعتوں کی جامع ہے۔ اس شریعت پر عمل کرنا

تمام پہلی شریعتوں پر عمل کرنے کے مترادف ہے اور اس کے مناسب امور کے بیان میں

اللہ تعالیٰ شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والیقین کے طریقہ اور راستہ پر ثبات و استقامت عطا فرما کر مکمل طور پر اپنی جناب قدس کی طرف کھینچ لے۔

جبکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام اسمانی اور مسماتی کمالات کے جامع ہیں۔ اور وہ کتاب جو آپ پر نازل ہوئی ہے بطریقہ اعتدال تمام اسمانی کتابوں کی جو تمام انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم السلامات والتسلیمات پر نازل ہوئی ہیں بطور خلاصہ ان کی جامع اور اسمانی و مسماتی کمالات کی مظہر ہے۔ نیز وہ شریعت جو ضروریہ و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی گئی ہے تمام پہلی شریعتوں کا خلاصہ اور پختہ ہے۔ اور وہ اعمال جو اس شریعت حقہ کے مطابق اور اس تمام مابین شریعتوں کا انتخاب ہیں بلکہ اعمال لائقہ کا بھی انتخاب ہیں۔ کیونکہ بعض لائقہ حالت رکوع میں رہنے پر یا عود میں، بعض رکوع میں رہنے کا حکم ہے اور بعض قیام میں ہیں۔ اسی طرح پہلی امتوں میں بعض پر نماز فجر فرض تھی اور بعض دوسری امتوں پر دوسری نمازیں۔ اس شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتسلیم میں اہم سابقہ اور ملائکہ مقررین کے اعمال کا خلاصہ اور پختہ نکال کر ان کی اوائل کا حکم دیا

لے حضرت ماعلیٰ قاسی رحمۃ اللہ علیہ ترغیۃ تشریح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ امام محمد اوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبید اللہ بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب فجر کے وقت حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ قبول ہوئی تو آپ نے فجر کی دو رکعت ادا کیں۔ اس طرح نماز فجر کا آغاز ہوا۔ اور بوقت ظہر جب حضرت اسحاق صحیح حضرت اسماعیل کا یغذیہ کی شکل میں توجہ قبول ہوا تو آپ نے ظہر کی چار رکعت ادا کیں۔ اس طرح نماز ظہر کی ابتدا ہوئی۔ اور جب حضرت عزیر علیہ السلام سو سال کے بعد دوبارہ زندہ ہونے تو ان سے کہا کہ آپ کیسے تھے؟ آپ نے کہا ایک روز تو آپ نے سورج دیکھا تو فرمایا ایک دن یا دن کا بعض حصہ۔ تو آپ نے چار رکعت عصر کی پڑھیں تو اس طرح نماز عصر شروع ہوئی اور حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معصرت بوقت مغرب ہوئی۔ تو آپ چار رکعت ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تین رکعت پڑھ کر شدت غم اور رونے کے باعث تھک گئے۔ تو اس طرح مغرب کی نماز تین رکعت قرار پائی اور عشاء کی نماز جب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ادا فرمائی۔ پہلی امتوں میں سب رشتہ

نبیین تھے۔

گیا ہے۔ لہذا اس شریعت کی تصدیق اور اس کے مطابق اعمال کا بجالانا و خفیہ تمام شریعتوں کی تصدیق اور تمام شریعتوں کے مطابق اعمال کا بجالانا ہے۔ اسی بنا پر اس شریعت کی تصدیق کرنے والے غیر الائم کہلاتے۔

اسی طرح اس شریعت کی تکذیب کرنا اور اس کے مطابق اعمال بجانا لانا تمام پہلی شریعتوں کی تکذیب ہے۔ اور تمام پہلی شریعتوں کے مطابق عمل نہ کرنا ہے۔ اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انکار تمام اسمائی اور صفائی کمالات کا انکار ہے۔ اور آپ کی تصدیق ان سب کی تصدیق ہے۔ تو لازمی طور پر آپ کے منکر اور اس شریعت کے منکر بذریعہ ائم ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں منسایا گیا:

أَلَا تَحْزَنُ ابْنُ آدَمَ كَفَرًا إِذَا تَقَاتَا

خُذِرَ لِرُكُوكِ الْكَفَرِ وَالْفَقَا بِيَتِ سَمْتِ بِيَتِ

محمد صبر بی کا بروئے ہر دو سراسر است

کسیکے خاک و دشمنیت خاک بر سر او

محمد صبر بی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو وہ جہاں کی عزت و کبر و میں جو شخص آپ کے در کی خاک میں پڑتا اس کے سر پر خاک پڑے یعنی وہ ذلیل و خوار ہو۔

اللہ صاحب اتمام اور صاحب احسان ہی کی حمد و ثناء ہے کہ اس شریعت اور صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام و التبیات کے تعلق آپ کو حسن اقتقاد اور کمال یقین آپ پر ثبات ہو چکا تھا۔ اور آپ کو اپنے نامناسب حالات پر ہمیشہ مذمت و انگیر رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کیفیت میں مزید اضافہ فرمائے۔

دوسرا اتمام یہ ہے کہ اس رقعہ دعا کا حامل میاں شیخ مصطفیٰ قاضی شریع رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے ہے۔ ہندوستان میں ان کے بزرگ بزرگوں کی حیثیت میں تشریف لائے۔ ان کے بزرگوں کے فداغ معاش اور بہت سے وظائف مقرر تھے شیخ مصطفیٰ مذکور بے معاشی کے سبب فوج کی ملازمت کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور اپنی اسناد اور متعلقہ احکام اپنے ہمراہ لائے ہیں۔ انہیں امید ہے کہ آپ کے ترسل سے ان کو دل جمعی اور سکون نصیب ہو جائے گا۔ شخص مذکور کے لیے بڑے آفسروں کی خدمت میں اس طرح سفارش فرمائیں کہ مؤثر ثبات ہو۔ اور معاشی پریشانیوں کے ستائے ہوئے افراد کے لیے سکون و تسکین کا سبب ہو۔ والسلام والا کرام۔

مکتوب نمبر (۸۰)

میرزا فتح احمد عظیم کی طرف سے ارسال فرمایا۔

اس بیان میں کہ تشر فرقوں میں سے صاحب نجات فرقہ صرف اہل سنت و جماعت ہیں۔

اور بدعتی فرقوں کی مذمت اور اس کے مناسب احوال کے بیان میں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و امتیہ کے راستہ اور طریقہ پر قائم رکھے

کا راہ بن ست غیسر ہیں جس پر پیچ

ع

اصل کام ہی ہے۔ باقی سب کام اس پر ہیں۔

تشر فرقوں میں سے ہر فرقہ اتباع شریعت کا مدعی اور اپنی نجات پر یقین رکھتا ہے:

کُلُّ جُذُوبٍ يَبْتَغِي الدِّيْنَ بِطَرِيقٍ خُتُونِ، ہر گروہ اپنے شرب و طریقہ پر خوش ہے۔

سب کا نقد وقت ہے لیکن جو دلیل پیغمبر صادق علیہ من الصلوٰۃ و افضلہا و من التسلیمات اکلہا نے فرقہ ناجید (نجات پائے والا) کی تمیز کے لیے بیان فرمائی ہے یہ ہے:

اَلَّذِيْنَ هُوَ عَلٰى مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اِيْنِ فِرْقُوْنَ مِنْ صِرَافِ اِيْكَ فِرْقَةِ جِرْجَاتِ

اَخْتَلَفُوْا اِيْنِ اَوَّلِ فِرْقَةٍ هِيَ جِرْجَاتِ

ہوں اور میرے صحابہ۔

اس مقام پر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کافی ہونے کے باوجود صحابہ کرام کا ذکر ممکن

ہے یہ ظاہر کرنے کے لیے جو کہ میرا طریقہ وہی ہے جو میرے صحابہ کا ہے۔ اور نجات کا طریقہ صرف ان کی اتباع

کے طریقہ سے وابستہ ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ۔ پس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی۔

(سورہ نسا۔ پارہ ۵)

پس رسول کی اطاعت میں خدا تعالیٰ کی اطاعت ہے اور رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت

کے خلاف چلنا میں خدا تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی ہے جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کو رسول کی

اطاعت کے خلاف اور الگ کوئی چیز تصور کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ ان کے حال کی قرآن مجید میں خبر دیتا ہے

اور ان پر حکم کفر لگاتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:

يُؤَيِّدُوكَ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ الْبَيْنِ الْفَرَقِ
 رُفِيْلًا وَيَقُولُونَ لَوْ هُوَ بِبَعْضِ
 وَتَكْفُرُ بِبَعْضِ، وَيُؤَيِّدُكَ أَنْ
 يَتَّخِذَ الْبَيْنَ وَالْبَيْنَ سَبِيلًا
 أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا
 ایسے ہی لوگ حقیقت کے کافر ہیں۔

پس ہمارے نزدیک بحث مسئلے میں گردش بیان سے قطع ہو گیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریقے کی پیروی سے مخالفت کرتے ہوئے حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع و پیروی کا دعویٰ کرنا سراسر باطل دعویٰ ہے۔ بلکہ ایسی اتباع و تحقیقت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی میں معصیت اور نافرمانی ہے۔ لہذا صحابہ کرام سے مخالفت طریقہ اختیار کر کے نجات کی مجال و گنجائش اور نجات کا امکان کہاں ہے۔

يُحْسِبُونَ أَنَّهُمْ عَلَى شَيْءٍ ۖ أَلَا
 إِنَّهُمْ هُمُ الْكَافِرُونَ
 ان لوگوں کا گمان ہے کہ وہ کوئی شے پر ہیں
 (مسئلہ) یہ ہیں میں تو شک میں توں مجھ میں

اور اس میں ذرا ہر شک نہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اتباع کا پابند صرف اہل سنت و جماعت کا گروہ ہے۔ شکم اللہ تعالیٰ سیہم۔ لہذا نجات پانے والا بھی یہی فرقہ ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر طعن و تشنیع کرنے والے فرقہ صحابہ کرام کی اتباع سے محروم ہیں۔ جیسے شیعہ خارجی اور معتزلہ۔ یہ سب فریاد شدہ فرتے ہیں۔

ان کا رئیس و سرور و ائمتہ بن علی امام (اہل سنت) امام حنفی بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں
 ۱۷ سورہ نساء۔ پارہ لایحبت الاہل (۶۷)
 ۱۸ سورہ مجادلہ۔ پارہ قد صبح اللہ (۶۸)

۱۹ بعض شیعہ جہری ہیں مریدہ منورہ میں پیدا ہوا اور مسئلہ ہجری میں مرگیا۔ اس شخص کی کچھ تصانیف بھی ہیں جیسے کتاب اصناف المذہب کتاب التوزیع کتاب معانی القرآن یہ شخص واقعہ محل میں شرکت کرتے والے لوگوں کے حامل ہونے میں کو شک کرنا تھا۔

۲۰ آپ طلحہ بن علی کے سرور ہیں مسئلہ ہجری میں آپ نے وصالی فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر بارہ ستر سال کے قریب تھی۔ علامہ ابن کثیر نے ان کی یہ تعریف کی ہے۔ آپ فقید ہیں فاضل ہیں اور شہرت و اہم کے الگ ہیں کمالات کے اوراق اور تمام ممالک اسلامیہ میں آپ کے مناقب جلیلہ اور معاد جمیلہ ثبت ہیں آپ کے تذکروں سے کتب سیر و معانی بصری پڑی ہیں آپ صوفیہ صاحب کے سرور اور رئیس اور ان کے مشیر و ذی اور صوفیہ کے مسئلے آپ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ترجمہ۔

ہے۔ ایمان اور کفر کے درمیان استقامت کرنے کی بنا پر امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے الگ ہو گیا۔ آپ نے اس کے متعلق فرمایا اَعْتَدَ لِي عَذَابٌ يَشْغِيهِمْ سے جدا ہو گیا۔ اسی طرح باقی فرقے بھی اہل سنت سے الگ مسلک و عقیدہ رکھتے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں حبیب نکالنا درحقیقت پیغمبر خدا جل و علا کی ذات میں حبیب نکالنے کے مترادف ہے:

هَذَا مِنْ رِوَايَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اس شخص کا رسول خدا پر بھی کوئی ایمان نہیں ہو
 صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر کا منکر ہے۔

کیونکہ صحابہ کرام میں نبوت و خلیا کا پایا جانا درحقیقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں نبوت و خلیا ہونے کا باعث ہے لہذا بالحدیث صحیحہ من ہذا الاعتقاد الشوہ۔ ہم ایسے برے افتخار سے اللہ تعالیٰ کے پاس پناہ لیتے ہیں۔

نیز قرآن و احادیث کے احکام شرعیہ جو ہم تک پہنچے ہیں صحابہ کرام کی نقل و روایت اور واسطہ سے پہنچے ہیں جب صحابہ کرام مطعون ہوں گے تو ان کی نقل و روایت بھی مطعون منظور ہوگی۔ اور احکام شرعیہ کی نقل و روایت چند صحابہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام صحابہ کرام عدالت، صدق اور قلیغ دین میں برابر ہیں۔ پس کسی ایک صحابی میں طعن و عیب دین میں طعن و عیب تسلیم کرنے کو مستلزم ہے۔ والیاذ باللہ سبحانہ و تعالیٰ۔

اور اگر صحابہ کرام پر نہایت جہنی کرنے والے یہ لوگ پوچھیں کہ ہم بھی صحابہ کرام کی متابعت کرتے ہیں اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم تمام کی متابعت نہ کر دیں کیوں بلکہ سب کی متابعت ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ بہت سے مسائل میں صحابہ کرام کی آپس میں آراء مختلف اور متناقض ہیں اور اہلک مشرب رکھتے ہیں۔ اس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ بعض کی متابعت اس وقت سود مند ہو سکتی ہے جبکہ اس کے ساتھ بعض دوسرے صحابہ کرام کا انکار نہ ہو۔ بعض کے انکار کی صورت میں بعض دوسروں کی متابعت کا بڑا متصور نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ حضرت امیر علی کرم اللہ وجہہ نے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم و توقیر کی ہے۔ اور انہیں اپنا مقتدا اور پیشوا بننے کا اہل تصور کرتے ہوئے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے پس خلفائے ثلاثہ کے انکار کے ساتھ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کی متابعت کا دعویٰ کرنا بعض افتراء ہے۔ بلکہ خلفائے ثلاثہ کا یہ انکار حقیقت میں حضرت امیر کا انکار ہے اور حضرت امیر کے اقوال و افعال کا مستریخ رو ہے۔

شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں تقیہ کا احتمال ماننا بھی کم عقلی کے باعث ہے۔ عقل صبیح اس بات کو ہرگز جائز نہیں رکھتی کہ حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمال معرفت و شجاعت کے باوجود تین سال تک خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بغض اپنے سینے میں چھپائے رکھا اور اپنے ضمیر کے خلاف ظاہر کرنے رہا اور اتنا عرصہ نفاق کے ساتھ ان کی صحبت و مجلس قائم رکھی۔ اہل اسلام میں سے اونی مسلمان بھی ایسا نفاق متصور نہیں ہو سکتا۔ اس فعل کی بدی اور شاعت کا تصور کرنا چاہیے کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ایسی بے بسی ایسے فریب اور ایسے نفاق سے مرصوف تھے۔ اور اگر بغرض محال یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم و توقیر تقیہ کے تحت از روئے نفاق کرتے تھے۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آدھم خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اول سے آخر تک تعظیم و توقیر کرتے تھے اور انہیں بزرگ جانتے تھے۔ اس کا کیا جواب ہو گا؟ آپ کی ذات کی طرف تو تقیہ کی نسبت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حق کی تبلیغ و اشاعت پیغمبر پر واجب و ضروری ہوتی ہے۔ آپ کے لیے تقیہ جائز جاننا نہ اندھا اور بے پرواہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِكُلِّ فِتْنَةٍ مَّا أُخْرِجُوا
 إِلَيْكَ مِنْ دِينِكَ فَإِنْ أَنْتُمْ لَا تَفْعَلُونَ
 فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ
 مِنَ النَّاسِ

اے رسول! جو کچھ آپ کے دین کی طرف سے
 آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دیا
 اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ خدا کی رسالت کی
 تبلیغ نہیں کی۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔

کفار کما کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحی میں سے جو اس کے موافق ہوتا ہے اسے ظاہر کرتا ہے اور جو اس کے موافق نہیں ہوتا اسے ظاہر نہیں کرتا بلکہ اسے چھپائے رکھتا ہے اور یہ امر طے شدہ ہے کہ نبی کا عطا پر قائم رہنا ناجائز اور ناممکن ہے۔ ورنہ اس کی شریعت میں فعل اور نقص لازم آئے گا۔ تو جب خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم و توقیر کے خلاف نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ بھی ظاہر نہیں ہوا تو قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ ان کی تعظیم و توقیر کرنا خطا سے محفوظ اور زوال سے مامون ہے۔ اب ہم پھر اصل بات کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور ان کے اعتراض کے جواب کو مزید منقطع اور صاف کرتے ہیں کہ اصول میں تمام صحابہ کرام کی متابعت ضروری ہے اور ان کا آپس میں اصول کے اندر قطعاً

سُورَةُ الْاَحْزَابِ (۶۱) - سورة الاحزاب -

کوئی اختلاف نہ تھا۔ ان کا آپس کا اختلاف صرف قروض سے تعلق رکھتا ہے۔ اور وہ شخص جو بعض صحابہ میں عیب نکالتا ہے سب کی متابعت سے محروم ہے۔

بلاشبہ تمام صحابہ کرام اصول میں باہم بالکل متفق تھے۔ لیکن ان اکابرین کے انکار کی نحوست انسان کے اختلاف میں مبتلا کر دیتی ہے، اور اتفاق سے دور مصیبت دیتی ہے۔ بلکہ فاضل کا انکار اس کی بات کے انکار تک پہنچا دیتا ہے۔

نیز شریعت فقہ کے مبلغ تمام صحابہ کرام ہیں۔ جیسا کہ پیچھے مذکور ہوا کیونکہ تمام صحابہ عدول ہیں۔ ہر ایک کی نقل و روایت کے ذریعے شریعت کا کچھ نہ کچھ حصہ ہم تک پہنچا ہے۔ اسی طرح ہر ایک سے قرآن مجید کی ایک یا زیادہ آیات جمع کی گئی ہیں۔ تو صحابہ کرام کے انکار سے ان سے نقل شدہ اس آیت یا آیات کا انکار ہے۔ لہذا انکار کے لیے پوری شریعت پر عمل پیرا ہونا ناممکن ہے تو نجات اور فلاح کیسے نصیب ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ
تُكَفِّرُونَ بَعْضُهُ؟ فَمَا جَزَاءُ
مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ مِنْكُمْ آخِزِي
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُوَ الْقَائِمُ
رَدُّهُ إِلَىٰ أَسْئَاتِهِ مَا جَاءَ

تو کیا تم لوگ کتاب کے کچھ حصے پر ایمان رکھتے ہو
اور بعض کا انکار کرتے ہو تو تم میں سے ایسا کرنے
والے کی سزا اس کے سوا کچھ نہیں کہ اسے دنیا کی
زندگی میں بھی ذلت پہنچے اور آخرت میں ایسے
لوگ سخت عذاب کی طرف دھکیلے جائیں گے۔

ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ موجودہ قرآن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جمع کیا ہوا ہے بلکہ فی الحقیقت قرآن کے جامع حضرت صدیق و حضرت فاروق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ لہ کوئی اور قرآن جمع کیا ہوگا (جبرئیل شیعہ) تو سوچنا چاہیے کہ ان اکابر کا انکار فی الحقیقت قرآن کا انکار ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے۔

کسی نے اہل تشیع کے ایک مجتہد سے سوال کیا کہ یہ قرآن تو حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا ہے۔ آپ کا اس قرآن کے تعلق کیا عقیدہ ہے؟ تو اس مجتہد نے جواب دیا کہ انکار میں کوئی مصلحت ہم کو نظر نہیں آتی کیونکہ اس کے انکار سے تمام دین کا معاملہ درہم برہم ہو جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ کوئی عقل مند انسان اس بات کو ہرگز جائز قرار نہیں دے سکتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی رحلت کے روز تمام صحابہ کرام ایک امر باطل پر جمع تھے اور یہ ثابت شدہ

۱۔ بارہ اول سورہ بقرہ

امر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کی وقت تینتیس ہزار صحابہ کرام مدینہ شریف میں حاضر اور موجود تھے۔ اور نبیؐ خوشی و رغبت سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔ ان تمام صحابہ کرام کا گمراہی و ضلالت (بیعت صدیق بزعیم شیبہ) پر جمع ہونا محالوں میں سے ہے حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے :

لَا يَخْتَلِعُ أَحَدُنَا عَلَى الصَّلَاةِ
یہی امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔

اور ائمہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرنے میں جو درجہ ہوئی وہ اس بنا پر تھی کہ آپؐ کو مشورہ خلافت میں طلب نہیں کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے :

مَا خِيفَ لِي إِلَّا لِشَأْنِ النَّاسِ
میں کسی بات سے ڈچ نہیں پہنچا اگر اس بات

وَأَنَا لَعَلَّكُمْ أَنْتَ أَبَا بَكْرٍ خَلِيفًا
سے کہ میں مشورہ میں نہیں بلایا گیا۔ اور بیشک

وَقَدْ
ہمارا یقین ہے کہ ابو بکر صدیق ہم سے بہتر ہیں

اور صحابہ کرام کا آپؐ کو مشورہ خلافت میں نہ بلانا ایک مصلحت پر مبنی تھا۔ اور وہ یہ تھی کہ آپؐ اہل بیت میں موجودہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے حادثہ اور مصیبت میں صدمہ اولیٰ کے وقت ان کو تسلی اور صبر جمیل کی تلقین میں مصروف تھے۔ وغیرہ الگ۔

اور وہ اختلافات جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام میں واقع ہوئے ہرگز خواہش نفس کے تحت نہیں تھے کیونکہ ان بزرگوں کے نفوس تزکیہ حاصل کر چکے تھے اور اندر کی سے نکل کر اطمینان کے مقام پر فائز ہو چکے تھے۔ ان کی خواہشات شریعت کے تابع ہو چکی تھیں۔ بلکہ وہ اختلاف اجتماع اور حق کی سر بلندی پر مبنی تھا۔ لہذا جو خطا پر تھے ان کے لیے ایک درجہ ثواب ہے۔ اور جو حق پر تھے انہیں دو درجہ ثواب حاصل ہو گا۔ اس لیے زبان کو ان کی شان کے خلاف کچھ کہنے سے روکنا چاہیے اور سب کو اچھائی سے یاد کرنا چاہیے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں : ”یہ ایسے خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا، تو ہمیں اپنی زبانیں بھی ان سے پاک رکھنی چاہئیں۔“

امام شافعی ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :

لَا مَشْكَوۃَ شَرِيعَةٍ كَمَا تَرَاهِیْ شَرِيعَةَ رَدِّیْتَ اِیْنِ عَرَضِیْ اللّٰہِ تَعَالٰی عَنَّا۔

لَا تَارِیْخُ الْخُلَفَاءِ۔

”لوگ حضور علیہ السلام کے وصال شریف کے بعد مجبوراً اور پریشان ہوتے تو انہیں اس آسمان کے نیچے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بہتر کوئی شخص نہ ملا تو انہوں نے اپنی گردن کا دانی الیٰ کر لیا۔“

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول اس امر کی تصریح ہے کہ وہاں کوئی تقبیہ نہیں تھا اور حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق کی بیعت پر راضی اور خوش تھے۔
باقی ماندہ ایک مقصود یہ بات یہ ہے کہ میاں سیکن ولد میاں شیخ ابوالخیر بزرگ زادہ لوگ ہیں جو سفر و گن میں وہ آپ کے ساتھ گیا تھا۔ آپ کی عنایت و احسان کا امیدوار ہے۔ مولانا محمد ماریت بھی طالب علم اور بزرگ زادہ ہے۔ اس کا باپ کا ایک عالم دین شخص تھا۔ معاشی مدد کے سلسلے میں آپ کی توجہ کا امیدوار ہے۔ والسلام والا کرام۔

مکتوب نمبر (۸۱)

لار بیگ کی طرف صادر فرمایا۔

اسلام کی ترویج پر ابھارتے اور اسلام اور مسلمانوں کی پستی اور ضعف اور ذلیل نگار کے غلبہ کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہماری اور تمہاری غیرت اسلامی میں اضافہ کرے۔ قریباً ایک صدی سے اسلام کی عزت اور پستی اس حد تک کو پہنچ چکی ہے کہ بلاد اسلام میں کفار صرف احکام کفر کے اجراء پر راضی نہیں ہوتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی احکام بالکل مٹ جائیں اور مسلمانوں اور مسلمانوں کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ اور ان کی جرات وہی ہے یا کی سیانہ کہ پہنچ چکی ہے کہ اگر کوئی مسلمان شعا اسلام کے اظہار کی دلیوری کرتا ہے تو قتل کر دیا جاتا ہے۔ ذبیحہ کا ذبح ہندوستان میں اسلام کے اظہار کے شعا میں سے ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ کفار شاید مجزیہ ادا کرنے پر راضی ہو جائیں مگر ذبیحہ لگائے پر کبھی راضی ہونے کو تیار نہیں۔

ابتداءً بادشاہت ہی میں اگر مسلمانوں کو رواج پذیر ہو گئی اور مسلمانوں نے کچھ حیثیت پیدا کر لی تو فہما اور اگر عیاذ باللہ سبحانہ معاملہ سستی اور توقف میں پڑ گیا تو مسلمانوں پر سخت برے دن آجائیں گے۔ الغیاث الغیاث ثحا الغیاث الغیاث! اللہ کی بارگاہ میں فریاد فرمادو پھر

فریاد۔ فریاد دیکھیے، کون صاحب قسمت اس دولت (ترجیح اسلام) سے سرفراز ہوتا ہے۔ اور کس شہباز کا ہاتھ اس دولت تک پہنچتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

اللہ تعالیٰ جس اور تینیں حضور تبارک و تعالیٰ علیہ السلام من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی متابعت پر ثابت قدم رکھے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۸۲)

سکندر خاں لودھی کی طرف سے صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ دل کی سلامتی ماسوائے حق کے بھالنے کے بغیر ممکن نہیں آ سکتی۔

اور ماسوائے بھالنے کا نام ہی فنا ہے۔

اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ کی سچے پاک امید بشر علیہ السلام من الصلوات والتسلیمات کے طویل ہمیشہ اپنے ساتھ رکھے اور غیر کے حوالے نہ کرے۔

وہ چیز جو ہم اور تم سب پر لازم ہے یہ ہے کہ غیر حق سبحانہ و تعالیٰ سے اپنے دل کو محفوظ رکھا جائے۔ اور یہ سلامتی اس وقت میسر آتی ہے جبکہ غیر حق تعالیٰ کا دل پر گزند نہ رہے۔ اور غیر حق کا دل پر نہ گزند غیر حق کے سپیان اور بھول جانے پر یعنی ہے، جسے فنا سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس بلند گروہ کے نزدیک غیر حق کا خیال بالضرر تکلف سے بھی دل میں لانا چاہیں تو مرگزمہ گز نہیں گزر سکتا۔ کام جب تک یہاں تک نہ پہنچے سلامتی محال اور ناممکن ہے۔ آج یہ نسبت کوہ قاف کے شفا کی طرح نایاب ہے، بلکہ وجود تو کیا اگر اس نسبت کا تذکرہ بھی کیا جائے تو لوگوں کو یقین نہیں نہ آئے۔

ہنیلاً لا رباب النعیمہ تعلیمہا وللعاشق المسکین ما یتجرع

اربابِ نعمت کو جنت کی نعمتیں دل پسند رہیں۔ عاشقِ مسکین کے لیے وہی ہے جو وہ گھونٹ

گھونٹ رنج و الم کی شراب پی رہا ہے۔

اس سے زیادہ کیا لکھا جائے۔ والسلام اولاً و آخراً

مکتوب نمبر (۸۳)

بہادر خاں کی طرف صادر فرمایا۔

شریعت و حقیقت اپنے ظاہر و باطن کی جمعیت کو شریعت و حقیقت کے ساتھ جمع کرنے پر آمادہ نہیں :
حق سبحانہ و تعالیٰ متفرق تعلقات سے نجات عطا کر کے مکمل طور پر اپنی جناب قدس کا گرفتار
کرے۔ بھرتہ بید المرسلین علیہ علی آلہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا سے
ہرچیز جو عشق خدا نے احسن ست
کمرشکر خوردن بود جاں کنندن ست
خدا نے احسن کے عشق کے عواجز کو بھی ہے اگرچہ شکر ہی کھانا جو وہ حقیقت جان کو ہلاک
کرنے والی بات ہے۔

ظاہر کو ظاہر شریعت غرا (روشن) سے آراستہ کرنا اور باطن کو ہمیشہ حق تعالیٰ کے ساتھ رکھنا
بہت بڑا کام ہے۔ دیکھیے کس صاحب قسمت کو ان دونوں عظیم نعمتوں سے مشرف کرتے ہیں۔ انجان
دو نسبتوں کا جمع ہونا بلکہ صرف ظاہر شریعت پر استقامت نہایت ہی نادر بات ہے۔ یہ چیز کبریت
امر سے بھی زیادہ نایاب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کمال کرم سے ظاہر باطن حضور سید المرسلین و آخرین
کی متابعت پر استقامت نصیب فرمائے۔ علیہ علی آلہ الصلوات و التسلیمات۔

مکتوب نمبر (۸۴)

سید احمد قادری کی طرف صادر فرمایا۔

اس امر کے بیان میں کہ شریعت و حقیقت ایک دوسرے کا بالکل عین ہیں۔ اور حق یقین تک
پہنچنے کی علامت یہ ہے کہ اس مقام کے علوم و معارف و معارف شریعت کے مطابق جو جائیں اور
اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ راو شریعت پر استقامت عطا کر کے اور مکمل طور پر اپنی جناب قدس کی طرف ہماری
توجہ مبذول کرتے ہوئے ہمیں ہمارے وجود بشری سے آزادی عطا کرے۔ اور غیر حق سے بالکل اعراض اور

روگردانی مبسر فرمائے۔ لطیف لکھی نظر سے پاک مید بشر علیہ من الصلوٰۃ افضلہا ومن التسلیمات الکملہ۔

از ہر چہ می رود سخن دوست خوشتر است

دوست کی بات جس طرف سے بھی جو بہت ہی اچھی ہے

اگرچہ دوست کے متعلق جو کچھ کہا جائے وہ دوست کے مقام سے بہت ہی نیچے ہے لیکن ایسی گفت گو کہ جناب حق تعالیٰ و تقدس کے ساتھ قدرے مناسبت ہوتی ہے۔ اس معنی کو غیبت شمار کرتے ہوئے اس باب میں برأت و ولیرہ کرتا ہے۔

اصل اور ہا مقصد بات یہ ہے کہ شریعت و حقیقت ایک دوسرے کا بالکل عین ہیں اور حقیقت میں ایک دوسرے سے الگ اور جدا نہیں ہیں۔ غرق صرف اجمال و تفصیل، کشف و استدلال، غیبت و شہادت اور تکلف اور عدم تکلف کا ہے۔

وہ علوم و احکام جو روشن شریعت کے مطابق علم میں آئے ہوئے ہیں حق یقین کی حقیقت سے موصوف ہوئے کے بعد بھی وہی احکام و علوم تفصیل سے تکشف ہوتے ہیں اور غیبت سے شہادت کی طرف لے آتے ہیں۔ اور کب کی مشقت اور تکلف کے ساتھ عمل کی وقت رفع ہو جاتی ہے۔ اور حق یقین کی حقیقت تک موصول کی علامت یہ ہے کہ اس مقام کے علوم و معارف شرعی علوم و معارف کے بالکل مطابق ہو جاتے ہیں جب تک ایک بال برابر بھی مخالفت باقی ہے۔ تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ابھی تک حقیقت الحقائق تک وصول حاصل نہیں ہوا۔ اور شریعت کے خلاف علم و عمل نتائج طریقت میں سے جس سے بھی واقع ہو وہ سکر وقت پر مبنی ہے۔ اور سکر وقت دوران راہ کی بات ہے۔ نہایت نہایت بہت پہنچ جانے والے ارباب صحو ہیں۔ وقت ان کے آگے مغلوب ہے۔ حال اور مقام ان کی شان کے تابع ہیں۔

صوفی ابن الوقت آمد ورمشال ایک صافی فارغ است از وقت و حال

صوفی تو حال و وقت کا تابع ہوتا ہے، مگر صافی (حق یقین) تک پہنچ جانے والا بزرگ وقت اور

حال سے فارغ ہو چکا ہوتا ہے۔

تو ثابت ہو گیا کہ شریعت کی مخالفت حقیقت کا تک عدم وصول کی علامت ہے۔

بعض نتائج کی عبارات میں یہ واقع ہوا ہے کہ شریعت حقیقت کا پرست اور چھلکا ہے۔ اور حقیقت شریعت کا منکر ہے۔ یہ عبارت اگرچہ تنکلم کی بے استقامتی کی خبر دیتی ہے لیکن ممکن ہے اس کی مراد یہ ہو کہ عمل مفصل کے سامنے پرست کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور کشف کے سامنے استدلال چھلکے کا حکم رکھتا ہے۔ لیکن مستقیم الاحوال کا ہر قسم کی موہم عبارات کا لانا جائز نہیں رکھتے۔ اور

اجمالی تفصیل اور کشف و استدلال کے سراپہ فرق بیان نہیں کرتے۔

ایک سائل نے حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ متروہ الاقداس سے سوال کیا کہ سیر و سلوک کے یہی چیز مقصود ہے، آپ نے جواب دیا، "تا کہ اجمالی معرفت تفصیل کی شکل اختیار کرے" اور استدلال کشف کی صورت میں بدل جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم و عمل میں شریعت پر ثبات و استقامت عطا فرمائے۔ صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیٰ صاحبہا۔

ایک تکلیف استعجاب کو یہ وی جاتی ہے کہ عامل رتقہ دعایاں شیخ مصطفیٰ شریعی قاضی شہر بزمی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں، ان کے آباء و اجداد معاش کے بہت ذرائع اور وسائل ترکہ تھے اور ان کے وظائف مقرر تھے شخص مذکور اسباب معاش کے فقدان کے باعث پریشان ہے متعلقہ اسناد اور احکام اپنے ساتھ کر لشکر کی ملازمت کے لیے متوجہ ہوا ہے۔ اتفاقات و مصروفیات فرما کر اس طرح ترجمہ فرمائیں کہ مکرن قلبی حاصل ہو جائے اور اضطراب و پرگندگی سے نجات پا جائے۔ زیادہ دوسری ٹیکہ لکھیں۔

مکتوب نمبر (۸۵)

میرزا فتح اللہ حکیم کی طرف صادر فرمایا۔

احمال صالحہ کے بجالانے خصوصاً سب نمازیں باجماعت ادا کرنے کی ترغیب اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پسندیدہ باتوں کے بجالانے کی توفیق عنایت کرے۔

آدمی کے لیے جس طرح درستی عقائد ضروری ہے۔ اعمال صالحہ کا بجالانا بھی ضروری ہے۔ اور تمام جماعتوں میں جامع تر اور طاعات میں سب سے زیادہ خدا کے قریب کرنے والی طاعت نماز کا ادا کرنا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّينِ كَمَنْ أَقَامَهَا
فَقَدْ أَقَامَ الدِّينَ وَمَنْ تَرَكَهَا
فَقَدْ هَدَرَ الدِّينَ
نمازیں کاستون ہے۔ تو جس نے اسے قائم کیا
اس نے اپنے دین کو قائم کر لیا۔ اور جس نے اس کو
چھوڑ دیا اس نے دین کی حمایت کو گھرا دیا۔

لہٰذا دینی نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اور مصطفیٰ نے شعب الایمان میں مرقوم روایت کی۔

اور جس شخص کو ہمیشہ پابندی سے نماز ادا کرنے کی توفیق عطا کرتے ہیں اسے خوشامد اور مسکرت سے بھی بچا لیتے ہیں۔ آیت کریمہ:

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ
بیشک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

اس بات کی تائید کرتی ہے۔ اور وہ نماز جو خوشامد اور منکرات سے نہیں روکتی، صرف صورت نماز ہے اور حقیقت نماز سے خالی ہے۔ لیکن حقیقت کے ساتھ آنے تک صورت کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے جو مکمل طور پر حاصل نہ ہو سکے اسے مکمل طور پر ہی ترک نہیں کرنا چاہیے۔ خدائے اکرم الکریم اگر صورت کو ہی حقیقت کا درجہ دیدے تو کوئی عیب نہیں۔ لہذا تم پر لازم ہے کہ پورے خشوع و خضوع کے ساتھ یا جماعت پوری نمازیں ہمیشہ پابندی وقت کے ساتھ ادا کرتے ہو کیونکہ نماز فلاح اور نجات کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ
هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝
بیشک فلاح پا گئے وہ ایمان دار جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔

کام دہی ہے جو شرط کے وقت ہی جاری رکھا جائے۔ سپاہی غلبہ دشمن کے وقت اگر تھوڑا سا تہ و بی کریں تو اس کی بہت قدر و قیمت ہوتی ہے۔

جوانوں کی خبری اس وجہ سے ہے کہ شہوت نفسانی کے غلبہ کے باوجود اپنے آپ کو دہی پر قائم رکھیں۔ اصحاب کعبہ نے یہ سب فضیلت و بزرگی مخالفین دین لوگوں کے پاس سے ہجرت کر جانے کے سبب حاصل کی۔ حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وارد ہے:

عِبَادَةُ رَبِّي الصَّحَابِ كَيْفَ يَخْشَوْنَ
فَتَنَّهُ دَقَّتْ عِبَادَتُهُمْ فِي مَعْرِفَةِ رَبِّهَا
میری طرف ہجرت کرنے کا ثواب رکھتی ہے۔

پس عبادت سے روکنے والے اسباب درحقیقت عبادت پر راعب کرنے والے اسباب ہیں اس سے نرا وہ کیا لکھا جائے۔

فرزند شیخ بہاؤ الدین کو فقراء کی صحبت سے کرنی رغبت نہیں۔ دولت مند اور اہل نعمت کی طرف مائل اور کشش رکھتا ہے۔ نہیں جانتا کہ ان کی صحبت ذہرِ قاتل ہے، اور ان کا فقر زہرِ قاتل اور

سطح پارہ ۱۸ - سورۃ مومنون۔

سطح مسلم فقہ حنفی و ابن ماجہ بروایت معقل بن میسر عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سیاحی میں زیادتی اور اضافہ کرتا ہے۔ **الْحَدَّ وَالْحَدَّ فَتَحَ الْحَدَّ وَالْحَدَّ** "دو حد پھر دو اور دو" حضور علیہ السلام کی حدیث صحیح میں وارد ہے۔

سَنْ تَوَاضَعُ لِعِزَّتِي لَقَدْ أَكْذَبْتَ
 ثَلَاثًا وَبَيْنَهُ
 جو شخص کسی دولت مند کی اس کی دولت کی
 وجہ سے تواضع کرے اس کا دو تہائی دین
 تباہ ہو جاتا ہے۔

تو اس شخص پر افسوس جو دولت کی پنا پر دولت مندوں کی تواضع کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی قرضین خیر عطا کرنے والا ہے۔

مکتوب نمبر (۸۶)

ضلع جرگہ کے ایک حاکم کی طرف صادر فرمایا:

غیر متقی بیسوا نہ سے اپنے قاب کو سالم رکھنے کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ بظہیر حضور سید المرسلین علیہ السلام و علی آلہ و علیہم من الصلوٰات افضلہا و من التیمات و التسلیمات اکملہا دعا اعتدال اور مرکز عدالت پر استقامت کی توفیق عنایت کرے۔

جو چیز ہم اور تم سب پر لازم ہے یہ ہے کہ دل کو غیر حق کے خیالات سے پاک اور سالم کر لیں۔ اور اس طرح سلامتی اس کی جہتی چاہیے کہ غیر حق کا دل پر بالکل گزر نہ رہے۔ اگر ہزار سال بھی زندگی وفا کرے تب بھی غیر حق کا خیال دل پر نہ گزرے۔ اس نسیان کے باعث جو غیر حق سے حاصل ہو چکا ہو۔

کار این مست غیر این مست علیح

اصل کام یہی ہے۔ اس کے سوا سید جمع ہے۔

آپ نے ملاقات کے وقت اندرون کرم فرمادی فرمایا تھا کہ اگر کسی مہم اور کام میں رجوع کی ضرورت پڑے تو ہمیں لکھنا اس بنا پر بندہ ایک تکلیف دیتا ہے کہ شیخ عبداللہ صوفی نیک لوگوں میں سے ہے بعض حاجات کی بنا پر قرضدار ہو چکا ہے۔ امید ہے کہ اسے قرض سے نجات دلائیے میں مدد فرمائیں گے والسلام۔

۱۵ امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور خلیفہ نے یہ روایت ابن مسعود و احمد و بیہقی نے بروایت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کی۔ امام سیوطی فرماتے ہیں ابن جوزی کا اسے موضوعات میں داخل کرنا درست نہیں۔

مکتوب نمبر (۸۷)

پہلوان محمود کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ کس قدر سعادت کی بات ہے کہ خدا نے جل و علا کے دوست کسی کو قبول

فرمایا۔

انشاء تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے اور داءِ شریعت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقیر پر ثابت و

قائم نہ رکھے۔

آپ کے خاندان کے لیے سب سے پہلی بشارت یہ ہے کہ میاں شیخ مڑل تمہارے پاس تشریف لائے ہیں۔ بندہ ان کی صحبت کی برکات کی کیا شرح کرے۔

کس قدر سعادت ہے کہ خدا نے جل و علا کے دوست کسی کو قبول فرمایا۔ چہ جائیکہ اُسے اپنی قربت و محبت سے ممتاز کریں اور فرائض:

هَلْ قَوْلًا لَا يَنْتَعِي جَلِيْسُهُمْ۔ یہ ایسی قوم ہے کہ ان کے غمیشیں بدبختی سے محفوظ ہیں۔

منتظر یہ کہ ان کی صحبت کو غنیمت شمار کریں اور صحبت کے آداب کی رعایت ملحوظ رکھیں تاکہ ثمرِ ثبات ہو۔ زیادہ کیا لکھے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب نمبر (۸۸)

یہ مکتوب بھی پہلوان محمود کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ کس قدر نعمت ہے کہ بندہ ایمان اور نیکی میں اپنے سیاہ بال سفید کرے۔

اور جوانی میں خوفِ غالب رہے اور بڑھاپے میں رجا۔

حق سبحانہ و تعالیٰ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھے۔ خدا تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ بندہ ایمان اور نیکی میں

اپنے جوانی کے سیاہ بال سفید کر لے۔ حدیثِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وارد ہے:

مَنْ شَابَ شَيْبَةً رَفِيْ اَكْلٍ مُّسْلَاً۔ جو شخص اسلام کی پابندی میں بڑھا جو اُس کی

لے اہلِ اہل و برادریت عمر و بن شعیب اور زہدی و قسائی بردایت کعب بن مرہ و الفاظ مختلفہ۔

عَفْوًا لَّہٗ۔ - مغفرت ہو جائے گی۔

جانب امید کو ترجیح دیں اور مغفرت کا لٹھی غالب رکھیں۔ کیونکہ جراتی میں خوف زیادہ دہکا رہے اور بڑھاپے میں رجا اور امید کا غلبہ زیادہ ہونا چاہیے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب نمبر ۸۹

متم پرسی کے تعلق میرزا علی خاں کی طرف سے صادر فرمایا۔

حق سبحانہ و تعالیٰ راہ شریعت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والیقینہ پر استقامت نصیب فرمائیے انسان کے لیے مطابق فرمان خداوندی:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ - ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔

موت سے چارہ نہیں۔

فَطُوبَىٰ لِمَن كَانَ عَمَلُهُ رِجَالًا وَكَثُرَ عَمَلُهُ۔ - تو بہارگ ہے وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور نیک اعمال بھی زیادہ ہوں۔

یہ موت ہی ہے جو مشتاق لوگوں کو تسلی دیتی ہے، اور دوست کو دوست سے ملنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَہٗ جَعَلَ لَہٗ لَاقَاتِہٖ مِنَ اللَّهِ وَوَدَّ اَللّٰہُ لَا تَاجَ۔ - جو شخص خدا تعالیٰ سے ملاقات کا امیدوار ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ ملاقات ضرور آنے والا ہے۔

ہاں، پس مانند گمان اور حضور کی دولت سے محروم غیر حق تعالیٰ میں گرفتار لوگوں کا مال موت کے ذریعہ اپنے مطلوب تک پہنچ جانے والوں اور قید دنیا سے رہائی پانے والوں کے مقابلہ میں بہت ہی خواہ اور اہم ہے۔ آپ کی وہی نعمت مرحوم کا وجود اس زمانے میں بسا غنیمت تھا۔ اب تم پر لازم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دو اور دعا و صدقہ کے ذریعہ ہر آن مدد کرتے رہو۔

۱۔ سورہ آل عمران، پارہ ۳۔

۲۔ اردو اور مشکوٰۃ۔ احمد و ترمذی۔

۳۔ سورہ عنکبوت، پارہ ۲۰۔

فَإِنَّ الْهَيْئَةَ كَالْغَيْثِ يُنْقِطِرُ وَغَوَّاهُ
یہ شکایت دہرتے ہوئے انسان کی طرف ہے
تَلَحُّظًا مِنْ آيَةِ آدَامَ آفَاتِهِمْ أَوْ
دہر وقت دعا کا منتظر رہتا ہے جو اسے باب
صَدْرِهِ - یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچتی ہے۔

نیز یہ بھی چاہیے کہ ان کی موت سے اپنے مرنے کی عبرت پکڑیں۔ اور اپنے آپ کو مکمل طور پر حق تعالیٰ کی رضا کے کاموں کے حوالے کر دیں اور دنیا کی زندگی کو سامان غرور کے ماسوا کچھ شمار نہ کریں۔ اگر دنیوی ساز و سامان کی کچھ بھی قدر و قیمت ہوتی تو کفار بدکردار کو ایک بال برابر بھی دنیا کی کوئی چیز نہ دی جاتی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اور ہمیں ماسوا اللہ تعالیٰ سے احرام اور اپنی جناب قدس کی طرف توجہ کی سعادت نصیب فرمائے۔ بھرتہ سید المرسلین علیہ علی آلہ وعلیہم من الصلوٰت الفضلہا ومن التسلیما ت اکلہا۔ والسلام والاکرام۔

مکتوب نمبر (۹۰)

خواجہ قاسم کی طرف صاف فرمایا۔

اس امر کی ترقیب میں کہ مکمل طور پر حق سبحانہ کی طرف متوجہ نہا جائیے۔ اولیٰق اس دولت کا حصول اس طبقہ علیہ نقشبندیہ کے ساتھ اخص اور ان کی طرف توجہ اور رجوع کے ساتھ وابستہ ہے۔ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اس گیسپی دنیا کو آپ کی نظر میں خواہ وہ بے اعتبار گردے اودا آفت کے حسن و جمال کو آئینہ باطن میں آراستہ اور من کر دے بھرتہ سید البشر جو نظر کی کجی سے پاک و طاہر تھے علیہ علی آلہ من الصلوٰت الفضلہا ومن التسلیما ت اکلہا۔

آپ کا التفات نامہ گرامی معزز بدیوں کے ساتھ موصول ہوا۔ آپ نے کرم نوازی فرمائی۔ جزاکم اللہ سبحانہ بخیر الجزاء۔

جو نصیحت محبوب اور مخلصوں کو کی جاتی ہے سب کی سب یہی ہے کہ مکمل طور پر پوری توجہ ملے یہ قول اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو مشکوٰۃ میں مسیحی سے بدایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ معلوم ہوا کہ مردوں کو ایصال ثواب کا عقیدہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ نیز تمام اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ کافی المدایہ۔

اور رجوع جناب قدس خداوندی عز و شانہ کی طرف میسر آنا چاہیے اور غیر حق تعالیٰ سے اعراض حاصل ہونا چاہیے ع

کا دایرہ سنت غیر میں ہم پہنچ

کرنے کا کام یہی ہے اس کے سوا سب بچ ہے

ترج اس دولت عظمیٰ کا حصول اس بند طبقہ نقشبندیہ کے ساتھ کامل اخلاص اور اس کی طرف توجہ اور رجوع کے ساتھ وابستہ ہے۔ لہذا صفات شاقہ اور مجاہدات شدیدہ سے بھی وہ چیز میسر نہیں آسکتی جو ان بزرگوں کی ایک صحبت سے میسر آ جاتی ہے۔ کیونکہ ان بزرگوں کے طریقے میں نہایت ہدایت میں درج ہے۔ یہ بزرگ پہلی صحبت میں نہ کچھ عطا کر دیتے ہیں جو منتہیوں کو انتہا پر جا کر میسر آتی ہے۔ ان بزرگوں کا طریقہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ کہ صحابہ کرام کو خیر البشر علیہ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی اول صحبت میں وہ کمالات میسر آ گئے جو اولیاء امت کو نہایت پر پہنچ کر بھی شاید ہی میسر ہوں۔ لہذا یہ چیز نہایت کے ہدایت میں درج ہونے کے طور پر ہے۔ تو تم پر ان اکابر کے ساتھ محبت و عقیدت رکھنا لازم ہے۔ کیونکہ اس محبت پر ہی معاملے کا دار و مدار ہے۔ آپ پر اور تمام ہدایت کے پیر و کاظم اور مصطفیٰ علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کرنے والوں پر رحمت و سلامتی کا نزول ہوتا رہے۔

مکتوب نمبر (۹۱)

شیخ کبیر کی طرف صادر فرمایا۔

اس نام کے بیان میں کہ عالم قدس کی طرف پروا نہ کرنے کے لیے دو پڑھ رہی ہیں۔

ایک تصحیح عقائد اور دوسرا اعمال صالحہ کی، بجا آوری۔ اور اعمال شریعت اور سوال تحقیق سے مقصد و تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ جیسے اور تمہیں روشن سنت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والیقینہ کی

متابعت پر استقامت نصیب فرمائے۔

کرنے والا ضروری کام یہ ہے کہ اولاً علمائے اہل سنت و جماعت کی آراء کے مطابق عقائد درست کیے جائیں۔ کیونکہ فرقہ ناجید (نجات پانے والا) یہی گروہ ہے۔ پھر اس کے بعد احکام فقہیہ کے مطابق علم و عمل کو اپنے پر لازم کر لینا چاہیے۔ ان دو اعتقادی اور عملی پروں کے حاصل ہونے کے بعد

عالم قدس کی طرف پروا نہ کرنا چاہیے۔ ج

کارا بن سنت و خیرا بن حمسہ پہنچ

کرنے کا کام یہی ہے اس کے سوا سب بیخ ہے

احوال شریعت اور احوال طریقت و حقیقت سے مقصود اور غرض و غایت تزکیہ نفس و تصفیہ قلب ہے۔ جب تک نفس تزکیہ پذیر نہیں ہو گا اور قلب کو سلامتی نصیب نہیں ہوگی۔ ایمان حقیقی جس پر نجات کا انحصار ہے میسر نہیں آسکتا۔ سلامتی قلب اس وقت وجود میں آتی ہے جبکہ دل پر غیر خدا تعالیٰ کے خیالات کا گزرنہ بالکل بند ہو جائے۔ اگر ہزار برس بھی گزر جائیں دل میں غیر خدا کا گزرنہ ہو کیونکہ اسی وقت ہی دل کو غیر خدا کا نسیان پورے طور پر میسر آتا ہے۔ اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اگر غیر خدا کو تکلف اور کوشش سے بھی دل میں لانا چاہیں تو نہ آسکے۔ اس حالت کو لفظ فنا سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ اس راستے میں پہلا قدم ہے۔ اس کے بغیر خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب نمبر (۹۲)

یہ مکتوب بھی شیخ کبیر کی طرف مسدود فرمایا۔

اس امر کے بیان میں کہ اطمینان قلب ذکر سے نصیب ہوتا ہے۔ نظر و استدلال سے حاصل نہیں

ہوتا۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و اہمیت پر ثابت قائم رکھے

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَتَذَكَّرُ ۝ اَلَمْ یَاۤءِیْہِ الَّذِیۡنَ اٰتٰیہِمْ کِتٰبَہِمْ فَاذِکُرُوۡا اللّٰہَ کَیۡ تَتَّقُوۡۤہُ ۝

میں لو! اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

(بارہ ۱۳۔ سورہ رعد)

اطمینان قلب کا راستہ اللہ سبحانہ کا ذکر ہے۔ نظر و استدلال اس کا راستہ نہیں ہے

پائے استدلال یاں چوبہاں بود پائے چوبہاں سخت بے تکلیف بود

اپنے مسلک کی بنیاد صحت ظاہر پر رکھنے والوں کے پاؤں ٹکڑی کے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ٹکڑی کے

پاؤں بالکل کمزور ہوتے ہیں۔

کیونکہ ذکر کے ذریعے جناب قدس خداوندی کے ساتھ ایک گونہ مناسبت پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ کچھ بھی مناسبت نہیں۔ ج

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ساحم ذکر کے ذریعہ ذکر اور مذکور کے درمیان ایک قسم کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو محبت کا موجب بنتا ہے اور جب محبت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو دل سے اطمینان کے سوا سب کچھ نکل جاتا ہے۔ اور جب معاملہ اطمینان قلب کے حصول تک پہنچ گیا تو ایسے شخص کو دولت ابدی حاصل ہو گئی ہے۔

ذکر گو ذکر تا نرا جان ست پاکی دل و ذکر نر و ان ست

جب تک تم میں جان ہے اس کے ذکر میں مصروف رہو۔ دل کی طہارت اللہ کے ذکر ہی سے نصیب ہوتی ہے۔

والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب نمبر (۹۳)

یہ مکتوب سکندر خاں لودھی کی طرف صادر فرمایا۔

اس امر کے بیان میں کہ تمام اوقات ذکر الہی جل شانہ میں مصروف رہنا چاہیے۔

پانچویں نماز یا جماعت ادا کرنے اور مستحب اوقات میں سمن مکرہ ادا کرنے کے بعد اپنے تمام اوقات کو ذکر الہی جل شانہ میں مصروف رہنا چاہیے۔ کھاتے، سونے، آنے اور بیٹھنے غرض تمام اوقات میں ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

ذکر کا طریقہ تمہیں بتا دیا گیا ہے اس کے مطابق ذکر کرتے رہیں۔ اگر ذکر اور جمعیت میں غمور اور ضل محسوس کیں تو اول اس غمور کا سبب معلوم کرنا چاہیے۔ پھر بارگاہ خداوندی میں التجار اور تراسی کے ذریعے اس کوتاہی کی تلافی کرنی چاہیے۔ اور اس تلبت اور تراسی کی کو دور کرنے کی کوشش اور سعی کرنا چاہیے۔ اور اس میں شیخ اور پیر و مرشد کو وسیلہ بنانا چاہیے جس سے ذکر کی تعلیم حاصل کی ہو۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی تمام مشکل امور کو آسان کرنے والا ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۹۴)

خضر خاں لودھی کی طرف صادر فرمایا:

اس امر کے بیان میں کہ انسان کے لیے حقا کی دستی اور اعمال صالحہ کا بھلا نا بہت ضروری ہے، تاکہ ان دو بانوؤں کے ساتھ عالم حقیقت کی طرف پروانہ کر سکے۔
حق سبحانہ و تعالیٰ شریفیت مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والنجیہ کے راستے پر استقامت نصیب فرمائے۔

وہ چیز ضروری کا ہے اور جس کے بغیر چارہ کار نہیں ہے کہ اولاً مطابق آرائے صحیحہ اہل سنت و جماعت جو فرقہ ناجیم ہے اپنے عقائد درست کرنے چاہیں، پھر احکام فقہ کے موافق فرائض بہتیک، واجبات، استحبات، احوال و حرام اور مکروہ و مستحبہ سب ضروری احکام کا علم حاصل کرنے کے بعد ان پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ جب یہ دونوں اعتقادی اور عملی بانو میسر آجائیں تو پھر اگر توفیق خداوندی جل سلطانہ و شگیری کرے تو ممکن ہے عالم حقیقت کی طرف پروانہ نصیب ہو جائے۔ ان دو بانوؤں کے مہیا ہونے بغیر عالم حقیقت کی طرف پروانہ ناممکن اور محال ہے۔

محال مست سعدی کہ راہ صفا تو ان رفت جزو پئے مصطفیٰ

اسے سعدی یہ بات ناممکن ہے کہ صفائی اور ہدایت کا راستہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلے بغیر نصیب ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع نصیب فرمائے۔

مکتوب نمبر (۹۵)

میر احمد بخوارہ کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ انسان ایک نسخہ جامع ہے۔ اور انسان کا قلب بھی صفت جامعیت پر پیدا ہوا ہے۔ اور بعض مشائخ کے اقوال جو وصفت قلب وغیرہ کے بارے میں محال سکے ہیں صادر ہوئے ہیں انہیں صحیح توضیحات پر مبنی کیا جائے۔ اور اس امر کے بیان میں کہ محسوس سے فضل ہے اور اس کے مناسب امد کے بیان میں۔

انسان ایک نسخہ جامع ہے جو کچھ ساری موجودات میں ہے وہ سب کا سب تنہا انسان میں موجود ہے۔ لیکن عالم امکان کی اشیا اور اس میں بطور حقیقت موجود ہیں، اور مرتبہ و وجوب بطور صورت۔

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ ۖ بَشَرًا مِثْلَ اللَّهِ تَعَالَى نَعَى آدَمَ كَوَافِي صُورَتِهِ ۖ

اور اسی جامعیت پر انسان کے دل کو پیدا کیا گیا ہے کہ جو کچھ پورے انسان میں ہے تنہا دل میں موجود ہے۔ لہذا قلب انسانی کو حقیقت جامعہ کہتے ہیں۔ قلب کی اسی وسعت و کشادگی کے متعلق بعض مشائخ نے جامعیت و وسعت قلب کے متعلق یوں خبر دی ہے کہ:

”اگر عرض اور جو کچھ اس میں ہے قلب عارف کے ایک گوشے میں ڈال دیں تو کچھ محسوس ہو“

کیونکہ قلب اربعہ عناصر فلک، اعرش، کرسی، عقل، نفس اور مکانی اور لامکانی اشیاء سب کا جامع ہے۔

۱۔ یہ واصل بخاری اور مسلم شریف میں مذکور طویل حدیث کا ایک جملہ ہے۔ پوری حدیث اس طرح ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ

آدم علی صورۃ طہ لہ ستون خدا عالم

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: علماء کا اس حدیث کے معنی میں اختلاف ہے بعض علماء اس حدیث کی کوئی تاویل بیان نہیں کرتے۔ اور کچھ میں یہ حدیث احادیث مقامات میں سے ہے لہذا اس کی تاویل سے باز رہنا چاہیے۔ کیونکہ اس طرح کے تشابہات میں سلف کا یہی مذہب ہے۔

بعض دوسرے علماء اس کی تاویل کرتے ہیں۔ اور اس کی شہرہ تاویل یہ ہے کہ لفظ صورت سے مراد صفت ہے۔ جس طرح عام حادثات میں کہا جاتا ہے اس مسئلے کی صورت یہ ہے۔ ”اور فلاں معاملہ کی صورت یہ ہے۔“ اب حدیث پاک کا معنی یہ ہوگا ”خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صفت پر پیدا فرمایا“ یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان صفات کا مجموعہ بنایا جو اس کی صفات کا پر تر ہیں۔ تو اسے ہی عالم، قادر، متکلم، سمیع، بصریہ فرمایا۔

حدیث کی دوسری تاویل یہ ہے کہ اضافت شرافت و بزرگی کے اظہار کے لیے ہے جیسے بیت اللہ و روح البشر یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بزرگی و لطیف صورت پر پیدا فرمایا اور آپ کی ذات کو تسبیح اسرار و لطافت بنایا۔ تیسری تاویل یہ ہے کہ ضمیر کا سے مراد حضرت آدم ہی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کے بالکل ابتدائی حال پر بالکل نیک اور متناسب الاعضاء پیدا فرمایا کہ آپ کا طول ساڑھے گز تھا۔ دوسرے تفسیروں کی طرح کہ وہ بچے کی طرح ہر عضو پر چھین بڑھا ہے پیدا نہیں فرمایا۔

چوتھی تاویل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک صورت خاصہ پر پیدا فرمایا جو تمام مخلوقات کا نسخہ جامع ہے۔ کیونکہ کائنات میں ایسی کوئی مخلوق نہیں جس کی مثال صورت آدم میں نہ ہو۔ اسی لیے انسان کو عالم صغیر کہا جاتا ہے۔ (باقی صفحہ ۲۶۷)

تو چونکہ قلب لامکانی امور پر بھی مشتمل ہے لہذا عرش اور جو کچھ اس میں ہے قلب میں اس کی کچھ مقدار نہ ہوگی۔ کیونکہ عرش اور جو کچھ اس میں ہے باوجود وسعت و کشادگی کے دائرہ مکان میں داخل ہے اور مکانی چیز اپنی جگہ چاہے کتنی ہی وسیع کیوں نہ ہو لامکانی کے سامنے تنگ ہی ہے اور کوئی قدر نہیں رکھتی۔ لیکن مشائخ قدس اللہ اضرارہم میں سے ارباب صحیح جانتے ہیں کہ یہ حکم قلب کا عرش سے بھی وسیع ہونا) سکر پر مبنی ہے۔ اور شے کی حقیقت اور اس کے نمونے میں عدم امتیاز کے باعث ہے۔ عرش مجید جو ظہور نام کا محل و مقام ہے اس سے بہت بلند ہے کہ قلب تنگ میں اس کی نگاشت ہو۔ قلب کے اندر عرش کا جو کچھ نظر آتا ہے وہ عرش کا نمونہ ہے حقیقت عرش نہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قلب کے آگے عرش کے نمونے کی کچھ حیثیت نہیں کیونکہ قلب بے امتداد اشیاء کے نمونوں کا جامع ہے۔ آئینہ جس میں آسمان اپنی تمام بڑائی اور اس میں موجود تمام اشیاء کے ساتھ دکھائی دیتا ہے یہ نہیں کہہ سکتے کہ آئینہ آسمان سے وسیع ہے۔ ہاں آسمان کی مثال اور اس کا عکس جو آئینے میں دکھائی دیتا ہے وہ آئینہ کے سامنے چھوٹا ہے لیکن حقیقت آسمان آئینے سے بہت بڑی ہے۔ اس بحث کی ایک مثال سے وضاحت ہو جاتی ہے۔

مثلاً انسان میں کوہِ خاک کا عنصر پر مشیدہ ہے۔ انسان کی جامعیت کا خیال کرتے ہوئے یہ نہیں کہہ سکتے کہ انسان کوہِ ارض سے وسیع ہے۔ بلکہ وجود انسان کی کوہِ خاک کے سامنے کچھ مقدار نہیں بلکہ اس کے سامنے انسان ایک چھوٹی سی چیز ہے۔ دراصل ایک چھوٹی چیز میں موجود نمونے کو حقیقت جانتے ہوئے یہ حکم لگا دیا جاتا ہے۔

اسی قبیلہ سے ہے بعض مشائخ کا وہ کلام جو طلیہ سکر میں ان سے صادر ہوا ہے کہ جمع محمدی خدا تعالیٰ (بقیہ صفر سابقہ) پانچویں تاویل یہ ہے کہ صورت سے مراد شان اور امر ہے کہ آپؐ سجدہ نما ہوئے اور تمام کائنات کو سحر کرنے والے اور ان میں تعریف کرنے والے ہیں۔

بعض جاہل موتی اس حدیث کے یہ معنی کرتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی صورت پر پیدا کیا گیا ہے اور اللہ کی یہی صورت ہے جو انسان کی ہے۔ اس معنی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ذی صورت اور جسم ہونا لازم آتا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کا حدوث لازم آتا ہے۔ نیز یہ معنی آئے کہ یہ یقیناً کیسیدہ کئی اور آیتیں لکھ کر لکھوا آج کے بالکل خلاف ہے اس لیے اس حدیث کا یہ معنی ہرگز نہیں اور یہی گمراہی اور کفرِ حقیقی ہے۔ محققین علماء کے نزدیک مذکورہ حدیث کی صحیح تاویلات میں سے جو چند ایک یہاں بیان کی گئی ہیں ان پر اعتماد کیا جائے۔ وَاذْكُرْ يَحْيٰى مِّنْ نَّسْلِ اٰدٰمَ اَلَا يَحْسَبُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (مذہبِ حق)

بل سلطانہ کی جمع سے زیادہ جامع ہے۔ ان شاخ نے حجت دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقت امکان اور مرتبہ وجوب کے جامع ہیں۔ تو انہوں نے یہ حکم لگا دیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جامعیت اللہ تعالیٰ شانہ کی جامعیت سے زیادہ ہے۔ یہاں بھی انہوں نے صورت کو حقیقت تصور کرتے ہوئے ایسا حکم لگا دیا۔ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مرتبہ وجوب کی صورت کے جامع ہیں، حقیقت وجوب کے جامع نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ و تقدس واجب الوجود حقیقی ہے۔ یہ حضرات اگر صورت وجوب اور حقیقت وجوب میں فرق کرتے تو ایسا حکم ہرگز نہ لگاتے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح کے احکام سکریہ سے منزه اور میرا ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بندے ہیں اور محدود و خفاہی ہیں اور اللہ تعالیٰ و تقدس غیر محدود اور غیر متناہی ہے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ جو چیز احکام سکریہ سے تعلق رکھتی ہے وہ مقام ولایت میں سے ہے۔ اور جو شے صحت سے تعلق رکھتی ہے وہ مقام نبوت سے ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے کامل اتباع کرنے والوں کو بواسطہ صحو اختیار کرام کے متبع ہونے کے طور پر اس مقام سے محدث ہے۔ شیخ البرزید بسطامی کہہ رہا کہ اسکو کو صحت سے افضل قرار دیتے ہیں۔ اسی شیخ ابو زید بسطامی قدس سرہ فرماتے ہیں:

لَوَاقٍ اَرْضَعُ مِنْ لَوَاعٍ مُحَمَّدٍ

میرا جھنڈا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے سے زیادہ بلند ہے

یہ بزرگ اپنے جھنڈے کو ولایت کا جھنڈا قرار دیتے ہیں اور حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے جھنڈے کو نبوت کا جھنڈا۔ پھر دانے ولایت کو جس کا رخ مسکر کی طرف ہے اسے لوئے نبوت پر جس کا تعلق صحت سے ہے ترجیح دیتے ہیں۔

اسی قبیلہ سے ہے یہ جملہ جو بعض سے صادر ہوا ہے:

أَوْلَايَةُ أَفْضَلُ مِنَ النَّبَوِيَّةِ - ولایت نبوت سے افضل ہے۔

یہ بات کہنے والوں کا خیال ہے کہ ولایت کا رخ خدا تعالیٰ کی طرف ہے اور نبوت کا مخلوق کی طرف اور اس میں شک نہیں کہ خالق کی طرف رخ مخلوق کی طرف رخ ہونے سے افضل ہے۔

اور بعض نے اس جملے کی یوں توجہ کی ہے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے لیکن اس فقیر کے نزدیک اس طرح کی باتیں دوران کار ہیں۔ کیونکہ نبوت میں رخ صرف مخلوق کی طرف نہیں، بلکہ مخلوق کی طرف توجہ کے باوجود حق تعالیٰ کی طرف بھی توجہ موجود رہتی ہے۔ نبی کا باطن خدا تعالیٰ کے ساتھ

ہوتا ہے اور ظاہر مخلوق کے ساتھ۔ اور جس کی کل تزیہ مخلوق کی طرف ہی ہو اور خالق سے بالکل غیر متعلق ہو ایسا شخص بدعت ہوتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات تمام موجودات کے افضل ہیں۔ لہذا بہترین دولت و نعمت بھی اسی کا حصہ ہے۔ ولایت نبوت کا جزو ہے اور نبوت کمال ہے۔ لہذا نبوت ہی افضل ہے خواہ نبی کی ولایت ہو یا ولی کی ولایت۔ تو ثابت ہوا کہ صحو سکر سے افضل ہے کیونکہ سکر صحو میں مندرج ہے۔ پس طرح ولایت نبوت میں مندرج ہے۔ وہ صحو اور ہوش جو عوام الناس کو حاصل ہے خارج از بحث ہے۔ اس صحو پر سکر کو ترجیح دینا ایک بے معنی امر ہے لیکن وہ صحو جو سکر کو نقصان ہے البتہ سکر سے افضل ہے۔

علوم شریعہ جن کا مصدر و منبع مرتبہ نبوت ہے سراسر صحو ہے اور علوم شریعہ کے مخالف جو کچھ ہے شکر سے ہے۔ صاحب سکر معذور ہوتا ہے۔ تقلید کے لائق صحو کے علوم ہیں۔ سکر کے علوم لائق تقلید نہیں ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں علوم شریعہ کی تقلید پر ثابت رکھے۔ ان علوم کے سرچشمہ اور مصدر پر صلوٰۃ و سلام اور تحیات کا نزول ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر بھی رحم فرمائے جو آمین کہے۔ اور وہ جو حدیث قدسی میں وارد ہے :

لَا يَسْعَىٰ أَوْفَىٰ وَلَا مَسْكَاةً وَلَا يَكُنْ
مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا فِي حَقٍّ

یہ اپنی زمین اور اپنے آسمان میں نہیں سانسکتا۔

اور اس گنجائش سے مراد مرتبہ و جوب کی صورت کی گنجائش ہے۔ حقیقت رب کا سمانا مراد نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی شے میں طولی کرنا محال ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ قلب کا لامکانی ذات کو شامل ہونا لامکانی کے صورت کے اعتبار سے ہے نہ حقیقت کے لحاظ سے حقیقت کے لحاظ سے عرش اور جو کچھ اس میں ہے اس کی ذات واجب کے سامنے کچھ مقدار و حیثیت نہیں۔ یہ علم لامکانی ذات کی حقیقت کے ساتھ مخصوص ہے۔

مکتوب نمبر (۹۶)

محمد شریف کی طرف صاف فرمایا۔

نیک کام میں مال مٹول اور تاخیر کرنے سے روکنے اور ڈانٹنے میں۔ اور رقابت شریعت

علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام والحقیر پر ابھارنے اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اسے فرزند! آج جبکہ فرصت کا وقت ہے اور سکون و دل جمعی کے تمام اسباب میرے ہاں مل رہے ہیں اور تاخیر کی کوئی گنجائش نہیں زندگی کے بیشتر اوقات کو حاضری جوانی کا زمانہ ہے، بیشتر اعمال یعنی اپنے مالک مولى تعالیٰ و تقدس کی طاعت و عبادت میں صرف کرنا چاہیے۔

اور نصاب موجود ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرنا بھی ضروریات اسلام میں سے ہے۔ اسے بھی رغبت بلکہ خدا کا احسان جانتے ہوئے ادا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال کرم سے پست و دن رات میں صرف پانچ وقت عبادت کے لیے مقرر کیے ہیں اور بڑھنے والے مال اور چرنے والے موشیوں میں صرف چالیس سوای حصہ تحقیقاً یا تقریباً فقراء کے لیے حصین فرمایا ہے۔ اور یہاں تک استعمال کے بعد ان کو فراخ کر دیا ہے۔ بہت ہی بے انصافی ہے کہ دن رات کی ساتھ گھر میں دو گھنٹہ بھی حق سبحانہ و تعالیٰ کی طاعت میں صرف نہ کیا جائے۔ اور چالیس حصوں میں سے صرف ایک حصہ ہی فقراء کو نہ دیا جائے۔ اور مباحات کے وسیع دائرہ سے پاؤں باہر نکال کر حرام اور مشتبہ چیزوں تک لے جایا جائے۔

موسم جوانی میں جو نفس مارا کی سلطانی کا زمانہ ہے اور شیطان لعین کے غلبے کا وقت ہے، تھوڑے عمل کو زیادہ ثواب کے ساتھ قبول فرماتے ہیں، اور کل جب ارسل محمدؐ کہ پہنچا دیں گے، اور حواس اور قویٰ سست ہو چکے ہوں گے اور سکون و دل جمعی کے اسباب منتشر ہو جائیں گے، حسرت و پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور بہت ممکن ہے کہ کل بڑھاپے کے وقت تک فرصت نہ دیں۔ اور لذات و پشیمانی کی فرصت جو ایک طرح کی توجہ ہے میرے آئے، اور ابدی عذاب اور دائمی سزا جس کے متعلق پیغمبر صادق علیہ السلام افضل و من القلیات المکملات نے خبر دی ہے۔ اور ناقربان لوگوں کو ڈرایا ہے اور وحشیش ہے۔ اس سے ضرور دوچار ہونا پڑے گا۔ آج شیطان مردود و خدا تعالیٰ جل سلطانہ کے کرم کا دھوکا دے کر مدامت میں فائز ہے اور خدا نے سبحانہ کے عفو کا بہانہ کر کے گنہگار کا ارتکاب کرتا ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اس دنیا میں جو آزمائش و ابتلا کا مقام ہے، دوست و دشمن کو رلا دیا جائے اور دونوں کو رحمت میں شامل کیا گیا ہے۔ آیہ کریمہ:

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ
میری رحمت ہر شے کو وسیع ہے۔

اس مضمون کو ظاہر کرتی ہے، اور قیامت کے دن دشمن کو دوست سے جدا کر دیں گے۔ آیہ کریمہ:

وَأَفْهَاتُ ذَا الْقُرْآنِ أَلْفَا لَمْ يَحْزَنُوا ۚ
اسے مجرم! آج تم اللہ بوجاز۔

اسی بات کی خبر دیتی ہے، اس وقت رحمت کا قمرہ دوستوں کے نام نکلے گا۔ اور دشمنوں کو عجز و مطلق اور

واضح طور پر ملحوظ قرار دیں گے۔ اور آپ کی رسم:

نَسَاكَتُهَا الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ
الزَّكَاةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِآيَاتِنَا
يُؤْمِنُوْنَ

میں اپنی رحمت و غریب ان لوگوں کے لیے لکھ
وہوں کا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے
ہیں اور جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔

اس سنی کی شاہد و گواہ ہے یعنی میں اپنی رحمت و ثبات کر دوں گا ان لوگوں کے لیے جو کفر و معاصی سے
پرہیز کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے کرم و رحمت کو آخرت میں ابرار اور نیک کردار
اہل اسلام کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ ہاں مطلق اہل اسلام کے لیے بھی اگر غنائم اچھا ہوا تو رحمت سے حصہ
لے گا۔ اگرچہ زمانہ و راز کے بعد عذاب و دوزخ سے نجات دیا نہیں گے لیکن گناہوں کی تباہی کی اور آسمان سے
نازل شدہ احکام خداوندی سے لاپرواہی کرنے والا کیسے کہہ سکتا ہے کہ وہ دنیا سے نور ایمان سلامتی کے
ساتھ لے جائے گا علمائے دین نے فرمایا ہے کہ گناہ صغیرہ پر اصرار گناہ کبیرہ تک پہنچا دیتا ہے اور گناہ
کبیرہ پر اصرار کفر تک لے جاتا ہے۔ حیا ذی اللہ سبحانہ۔

اند کے پیش تو لغتِ خم دل آرسیدم کہ دل آرزوہ شوی و نہ سخن بسیار است
میں نے تیرے سامنے حضورِ اسافِ خم دل بیان کیا ہے میں نہ تا ہوں کہ قول آرزوہ ہو گا۔ و نہ باتیں
ہست ہیں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ بجز رحمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ آکہ وسلم ایسے پسندیدہ کاموں کی
توفیق نصیب کرے۔

دوسری مقصود ہی بات یہ ہے کہ حافی رقیہ مولانا اسحاق فقیر کا آشا اور مخلص ہے اور قدیم زمانہ سے
ہمسایگی کا حق بھی رکھتا ہے۔ اگر آپ سے مدد و اعانت طلب کرے تو اس کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔
موصوف جن کتاب و انشاء سے بھی بعد ضرورت واقفیت رکھتا ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر (۹۷)

شیخ درویش کی طرف سے ارسال فرمایا۔

اس بیان میں کہ عبادت خداوندی سے مقصود یقین کا حاصل کرنا ہے۔ اور اس کے مناسب

امور کے بیان ہیں۔

تقدیری اور قضیاتی سے آراستہ ہیں۔ جماعت کثیر الہی سے وابستہ ہے کسی پارے میں اگر جناب سے مدد طلب کریں تو امید ہے کہ توجہ شریف ان کے حال کی طرف مبذول فرمائیں گے۔
آپ پر اور ہر متبع ہدایت پر سلامتی کا نزول ہو۔

مکتوب نمبر (۹۸)

شیخ زکریا کے بیٹے عبدالقادر کی طرف صاف فرمایا۔

احادیثِ نبویہ علیٰ مصدرہ الصلوٰۃ والسلام والقیۃ کی روشنی میں نرمی اختیار کرنے کی ترغیب اور سختی ترک کر دینے کے بیان میں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ مرکزِ عدالت پر استقامت عطا فرمائے۔

حضور نبی اکرم علیہ من الصلوٰات افضلہا ومن التسلیٰات اکملہا کی چند احادیث جو وعظ و تذکیر اور نصیحت سے متعلق ہیں لکھی جاتی ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے مطابق عمل کی توفیق عطا کرے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان الله رقيق يحب الرفق ويعطي على الرفق ما لا يعطى على العنف وما لا يعطي على ما سواه۔
بیشک اللہ تعالیٰ لطفت و نرمی فرمانے والا ہے۔
نرمی کو دوست رکھتا ہے اور نرمی کرنے پر وہ کچھ عطا کرتا ہے جو سختی کرنے پر عطا نہیں کرتا۔
اللہ نرمی کے سوا کسی اور چیز پر عطا کرتا ہے۔ (روایہ مسلمہ)

(۲) ایک روایت میں آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا:

عليك بالرفق وياك بالعنف۔
الفحش ان الرفق لا يكون في شيء الا زانه ولا يدوم من شيء الا كالا شاة۔
اے عائشہ! نرمی کو اپنا لے اور سختی کو اپنا کر۔
سختی اور زبانِ درازی سے بچنا۔ کیونکہ نہ رفق تو نرمی سے شے میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور جب کسی شے سے رفق و نرمی کو نکال لیا جائے تو وہ شے داغدار ہو جاتی ہے۔ (روایہ مسلمہ)

(۳) حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

من يَخْرِجِ الْرَفْقَ يَخْرِجِ الْخَيْرَ۔
جو کوئی زلف و نرمی کی اچھی عادت سے محروم ہو

دو نیکی سے محروم ہے۔

اور حضور نبی کریم علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام والعقید نے یہ بھی فرمایا:

(۳) اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ لِيْ اَحْسَنُكُمْ
اَخْلَاقًا۔
تم سب میں سے مجھے زیادہ محبوب وہ ہے جو افضل
کے اعتبار سے زیادہ اچھا ہے۔

(۵) آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

مَنْ أُعْطِيَ حَقَّهُ مِنَ الرَّفِيقِ أُحِيطَ
حَقُّهُ مِنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (شرح مست)
جسے اس طوفانِ وزنی سے حصہ عطا کیا گیا اسے دنیا
اور آخرت کی نیکی میں سے حصہ عطا کیا گیا۔
حضور علیہ السلام کا یہ بھی ارشاد ہے:

(۶) اَلْاِيْمَانُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْاِيْمَانُ مِنَ
الْحَقِّ وَالْبَدَاءُ مِنَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ
مِنَ التَّكْوِيْنِ (مسند احمد)
جیسا ایمان سے ہے اور ایمان جنت کی چیز ہے
اور بیوروہ کوئی برائی سے ہے اور برائی دونوں
میں پائے والی چیز ہے۔

(۷) اِنَّ اللَّهَ يَنْفِضُ الْفَاحِشَ الْبِدَى
(ترمذی)
ہے شک اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے حد سے
بڑھنے والے بیوروہ کو۔

(۸) اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ
وَمَنْ يَحْرُمُ النَّارَ عَلَيْهِ عَلَى
كُلِّ هَيْئٍ لِّئِنْ قَرِيبٌ سَهْلٌ۔
(ترمذی شریف)
کیا میں تمہیں بتاؤں کہ کون آتش و نزع پر حرام
ہے اور کس پر آتش و نزع حرام ہے؟ ہر آسان
مدی اختیار کرنے والے نرم طبع، لوگوں سے خفا
نرم خواہی ہے۔

(۹) اَلْمُؤْمِنُونَ هَيِّئُونَ لِيَسْتَوُوا
كَالْجَمَلِ الْاَيْفَ اِنْ تَبَدَّلَ اَقْعَادُ
وَرَأَيْتَ اسْتَيْغَافًا عَلَى صَفَرٍ اِنْ اسْتَنْتَازَ
(ترمذی شریف)
مومن نرم طبع اور صلح فرمان ہوتے ہیں جس طرح
مدارِ بڑا ہوا اونٹ، اگر اسے کھینچا جائے تو اسے
کے لیے گردن دکھ دیتا ہے اور اگر کسی پتھر پر
بٹھایا جائے تو بیٹھ جاتا ہے۔

(۱۰) مَنْ كَفَّمَهُ غِيْظًا وَهُوَ يُقْدِرُ عَلَى اَنْ
يَّتَوَقَّدَ دَعَاةً اَللَّهُ عَلَى سَامِعٍ
الْخَلْقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَجْعَلَهُ
فِيْ اَرَى الْعَذَابِ اَوْ شَاءَ۔ (ترمذی)
جو شخص اپنا غصہ پی گیا مالا گدہ اسے سہا کر کے
پر تھوڑا تھوڑا تھوڑا قیامت کے روز تمام لوگوں
سازنے اسے اپنے گدہ کے درمیان رکھ دے جو سب سے بڑا
چاہے گا اللہ کی طرف سے اسے اختیار ہو گا۔

(۱۱) اِنَّ رَبَّكَ قَالَ لِلَّذِي صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلَّمْ اَوْصِنِيْ قَالَ لَا تَغْضَبُ
فَرَدَّ مِنْ اَرَا قَالَ لَا تَغْضَبُ -

(بخاری شریف)

(۱۲) اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ
صَاعِيفٍ مُّضْطَعِفٍ لَوْ اَشْمَ عَلٰی
اللّٰهِ لَا يَزِيْزُهُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ
النَّارِ كُلُّ عَتِلٍّ جَوَاظٍ مُّتَكَبِّرٍ -
(متفق علیہ)

(۱۳) اِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيُجْلِسْ
فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ - وَإِلَّا
فَلْيَضْطَجِعْ - (احمد ترمذی شریف)

(۱۴) اِنَّ الْغَضَبَ يُفِيدُ الْاِيْمَانَ كَمَا
يُفِيدُ الصَّبْرُ الْعَمَلَ - (ابن قیم شریف)

(۱۵) مَنْ تَوَضَّعَ لِلّٰهِ دَفَعَهُ اللّٰهُ قَهْوًا
فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيرًا وَفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ
عَظِيمًا - وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ
قَهْوًا فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيرًا وَفِيْ
نَفْسِهٖ كَبِيرًا حَتّٰى لَقُوا اَهْوَنَ
عَلَيْهِمْ مِّنْ كَلْبٍ اَوْ خَيْرٍ -
(ابن قیم شریف)

(۱۶) قَالَ مُوسٰى بْنُ عِمْرَانَ عَلٰی يَدَيْهِمَا

ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے
وصیت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا غصہ نہ کرنا
اس نے بار بار وصیت کی درخواست کی آپ نے
ہر بار سے ہی فرمایا غصہ نہ کیا کر

کیا میں تمہیں بہشت میں جانے والے لوگ بتاؤں
وہ ہر ایسا شخص ہے جسے لوگ گروہ اور بغیر جائیں
لیکن اگر وہ خدا تعالیٰ پر کسی کام کی قسم کھائے
تو اس کی قسم پوری کرے۔ کیا میں وندخ
میں جانے والوں کی خبر نہ دوں؟ وہ ہر ایسا
شخص ہے جو بخل مزاج، سخت گرو، جھگڑا اور
اور بھڑکے کرنے والا ہے۔

جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو
تو بیٹھ جائے۔ ایسا کرنے سے اگر غصہ ختم
ہو جائے تو بہت اچھا، ورنہ لیٹ جائے۔

بے شک غصہ ایمان کو اس طرح تباہ کرتا ہے
جس طرح ایسا شدہ کو تباہ کرتا ہے

جو شخص اللہ تعالیٰ کے بے قاضی اختیار کرتا ہے
اللہ اسے رخت و بلند ہی عطا کرتا ہے۔ وہ اپنی
ذات کو حقیر جانتا ہے مگر لوگوں کی نظروں میں
وہ بزرگ ہوتا ہے۔ اور جو شکریہ جانتا ہے اللہ
تعالیٰ اسے نچا کرتا ہے تو وہ لوگوں کی نظروں
میں حقیر ہوتا ہے لیکن خواہ اپنے آپ کو بڑا
خیال کرتا ہے۔ ایسا شخص لوگوں کی نگاہ میں
نچے اور حقیر رہے بھی حقیر اور حقیر نہ رہتا ہے۔
حضرت عروسی بن عمران علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ

عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَا رَيْتَ وَالْقِيَامَاتِ نَعْرِضُكَ يَا رَيْتَ
مَنْ أَعَزَّ بِكَ ذَكَرَكَ قَالَ مَنْ إِذَا قَدَّرَ
عَقَرَهُ (یعنی شریفیت)

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا :

(۱۷) مَنْ حَذَرَ لِسَانَهُ سَتَرَ اللَّهُ حُورَتَهُ
وَمَنْ كَفَّ عَقَبَتَهُ كَفَّ اللَّهُ عَنْهُ عَذَابَهُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ احْتَمَلَ إِلَى اللَّهِ
عَذَابَ رُوحٍ لَمْ يَكُنْ لَكَ (اور جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں
عذرخواہی کرے گا اللہ اس کے عذر کو قبول فرمائے گا۔)

آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا :

(۱۸) مَنْ كَانَتْ لَهُ مَقْلَبَةٌ رَاحِبَةٌ مِنْ
عِزِّهِ أَوْ شَيْءٍ فَلَيْسَ حَكْلٌ مِنْهُ الْيَوْمَ
قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينًا وَرُوحًا وَذَعْرًا
إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أَخَذَ بِقَدَرِهِ
مَقْلَبَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ
أَخَذَ مِنْ سَيِّئَاتِهِ صَاحِبُهُ فَحُمِلَ
عَلَيْهِ (بخاری شریف)

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا :

(۱۹) أَنْتَ دُونَ مَا الْمَظْلُومُ قَالَ الْمَظْلُومُ
رَبَّنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ
فَقَالَ الْمَظْلُومُ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي
يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَ
زَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ نَسَّكَ هَذَا أَوْ قَدْ
هَذَا فَأَحْكَلْ مَالَهُ هَذَا وَسَقَاكَ
دَمَهُ هَذَا وَصَرَبَ خَدَّاهُ فَيُعْطَى

هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَ هَذَا مِنْ
حَسَنَاتِهِ فَإِنْ قِيلَتْ حَسَنَاتُهُ
قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ
مِنْ عَطَايَا هُمْ قَطِعَتْ عَنْهُ
فَعَلِمَ حَرْقُ النَّارِ
(مسلم شریف)

جہاں سے لیا جائے گا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لکھا کہ مجھے کوئی ایسا خط لکھیں جس میں مختصر وصیت درج ہو۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں لکھا:

(۱۰) سَلَامَةٌ عَلَيْكُمْ أَهْلًا بَعْدُ قِيَامِي
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ مَنِ التَّمَسَّ رِضَى اللَّهِ بَسَّطَ
النَّارَ كَمَا أَنَّ اللَّهَ مُؤَنِّدُ النَّارِ
وَمَنِ التَّمَسَّ رِضَى النَّارِ بَسَّطَ
اللَّهُ وَكَلَهُ اللَّهُ إِلَى النَّارِ وَالسَّلَامُ
عَلَيْكَ

میں اور تمہیں خبر صادق علیہ السلام کے ارشاد است پر عمل کی تو فریق عطا فرمائے۔

یہ احادیث اگرچہ باترجمہ لکھی گئی ہیں تاہم آپ حضرت شیخ حبیب کی طرف رجوع کریں اور ان کے معانی سمجھنے کی کوشش کریں تاکہ ان کے مطابق عمل نصیب ہو۔ دنیا کا قیام بہت تھوڑے عرصے کے لیے ہے۔ اور عذاب آخرت بہت سخت اور دائمی ہے عقل و عدا اندیش کو کام میں لانا چاہیے اور اس دنیا کی بے مخلوت تر و تازگی سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے۔ اگر دنیا داری کی وجہ سے کسی کی عزت و آبرو ہوئی تو کفار دنیا دار سے زیادہ صاحب عزت ہوتے۔ ظاہر دنیا پر فریقہ جو ناجائز عقلی ہے۔

مخدوم گرامی! اس اشکال کا حل ایک مقدمہ پر مبنی ہے جس کا بیان ضروری ہے میں کتنا بھل کر روح انسانی کے اس سپیکر جسمانی کے ساتھ تعلق قائم ہونے سے پہلے ترقی و عروج کی راہ بند تھی۔ اور
 مَا رَسَا اَكَا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ
 ہم میں سے ہر ایک کا ایک مقام مقرر ہے۔

کے پھر یہ میں جبر و مقید تھی۔ لیکن اس جوہر نفیس کی فطرت و سرشت میں جسم میں آنے کے بعد عروج کی استعداد موجود تھی۔ اور اس استعداد کی بنا پر ہی انسان کی تفصیل و سرشت پر ثابت ہوئی ہے حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے کمال کرم سے اس نورانی جوہر کو اس جسم کے ظلمانی پیکر کے ساتھ جمع کر دیا۔ تو پاک صبح وہ قاتل جس نے نورانی ظلمت اور امار اور ظلم کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ اور جب کہ یہ دونوں چیزیں حقیقت میں ایک دوسرے کی نقیض واقع ہوتی تھیں تو حکیم مطلق جل سلطانہ اس اجتماع کو برقرار رکھنے کے لیے اور اس انتظام کو موجود رکھنے کے لیے روح کی نفس کے ساتھ عشق و گرفتاری کی نسبت قائم کر دی۔ اور اس گرفتاری کو اس انتظام کا سبب بنا دیا۔ اور آیہ کریمہ:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ
 بیشک ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے سب چیزوں سے نیچے کر دیا۔
 ثُمَّ رَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ

(سودہ یقین۔ پارہ ۴۰)

یہ اسی بیان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور روح کا یہ تنزل و گرفتاری حقیقت میں صبح بجا شبہ الذہر کے قبیلہ سے ہے۔ تو اس نسبت جی کے باعث روح نے اپنے آپ کو مکمل طور پر عالم نفس میں ڈال دیا۔ اور اپنے آپ کو اس کا تابع کر دیا۔ بلکہ اپنے آپ کو بھی بھلا دیا اور اپنے آپ کو نفس امارہ کے ساتھ تعبیر کرنا شروع کر دیا۔ روح میں یہ ایک دوسری لطافت ہے جو اس کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے۔ اس لطافت کے کمال کے باعث روح جس طرف بھی رخ کرتی ہے اسی کا حکم اختیار کر لیتی ہے۔ تو سب اپنے آپ کو فراموش کر دیتی ہے۔ تو اپنی سابقہ آگاہی کی نسبت جو وجوب تعالیٰ و تقدس کے مرتبہ میں ہے اسے بھی فراموش کر دیتی ہے۔ اور اپنے آپ کو پورے طور پر غفلت کے سپرد کر دیتی ہے۔ اور ظلمت کا حکم اختیار کر لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی اور بندہ فزادی سے انبیاء اکرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو معوث فرمایا۔ اور ان اہل کبر کے توسل سے اپنی طوط لوگوں کو بلایا۔ اور روح کو نفس کی مخالفت کا جو روح کا معشوق ہے حکم دیا پس جو شخص واپس لوٹ آیا تو اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی۔ اور جس نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور زمین کے ساتھ چٹ رہنا ہی پسند کیا تو دورگی گمراہی میں جاگرا۔

اب ہم اس اشکال کا جواب بیان کرتے ہیں :

اس مقدمہ سے معلوم ہوا کہ روح کا نفس سے اجتماع ہو جاتا ہے۔ بلکہ روح نفس میں فنا اور اس کے ساتھ بقا حاصل کر لیتی ہے۔ پس لازماً جب تک یہ اجتماع اور انتظام موجود ہے ظاہر کی غفلت میں باطن کی غفلت ہے۔ اور جب یہ انتظام ضل پذیر ہوتا ہے اور باطن ظاہر کی محبت سے اعراض کر کے اپنا سزا بطن بطون و حق تعالیٰ کی طرف کر لیتا ہے اور فانی کے ساتھ بیدار شدہ فنا و بقا دو جزو الہامی جو کہ باقی حقیقی قوت تعالیٰ و تقدس کے ساتھ فنا و بقا حاصل کر لیتا ہے اس وقت ظاہر کی غفلت باطنی حضور پر کچھ اثر انداز نہیں کرتی۔ غفلت ظاہر باطن پر کیسے اثر انداز ہو سکتی ہے جبکہ باطن نے ظاہر کی طرف پوری طرح پشت کر لی ہے۔ اور ظاہر سے باطن کی طرف کوئی شے گھس نہیں سکتی پس ہمارے یہ کہ ظاہر غافل ہو اور باطن آگاہ۔ اور اس میں استحال نہیں۔

مثلاً روحن با دام جب تک پھوک کے ساتھ مخلوق ہے دونوں کا ایک حکم ہے۔ (اور جب روحن پھوک سے الگ ہوا دونوں کا حکم الگ ہو گیا۔ قراب ایک کا حکم دوسرے پر جبری نہیں ہو گا۔

اس طرح کے صاحب دولت کو اگر چاہتے ہیں جہان کی طرف واپس لے آئے ہیں اور عالم کو اس کے وجود و شریعت کے توسط سے نفسانی تار بکھیلوں سے نجات عطا کرتے ہیں۔ اس صاحب دولت کو بطور سیر علیٰ بانہ عالم کی طرف نیچے لاتے ہیں۔ اس کا پر راز رخ خلق کی طرف ہو جاتا ہے بغیر اس کے کہ مخلوق میں گرفتار ہو کیونکہ وہ اپنی سابقہ گرفتاری پر ہی قائم ہے۔ اسے اس کے اختیار کے بغیر اس عالم میں لائے ہیں۔

پس یہ یشتی جناب قدس خداوندی تعالیٰ و تقدس سے روگردانی اور مخلوق کی طرف رخ کرنے میں تمام مقتدیوں کے ساتھ صورت و شریک ہے لیکن حقیقت میں ان کے ساتھ کچھ تناسب نہیں رکھتا۔ ایک گرفتاری سے دوسری گرفتاری تک بڑا فرق اور فاصلہ ہے۔

نیز مخلوق کی جانب رخ کرنے میں یہ یشتی بے اختیار ہے۔ اسے اس میں کچھ رغبت نہیں۔ بلکہ مخلوق کی طرف اس توجہ میں بھی اسے حق تعالیٰ کی رضا مقصود ہے اور مقتدی میں مخلوق کی طرف یہ توجہ فانی اور بطنی اور رغبت و چاہت سے ہے اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے۔

ہم مقتدی اور یشتی کے درمیان ایک اور فرق بیان کرتے ہیں:

مقتدی کہہ بات میسر ہے کہ عالم سے روگردانی کر کے اپنا رخ حق تعالیٰ و تقدس کی طرف کر لے۔ لیکن یشتی کے لیے خلق ہے اعراض محال ہے۔ ہر وقت مخلوق کی طرف رخ اور توجہ اس کے تمام کو لازم ہے۔ ہاں مگر جبکہ اس کی دعوت کا کام مکمل کر لیا ہوا ہے اور فنا سے واپس آنا کی طرف متقل کر دیتے ہیں۔ اس وقت ندائے اللہ الہی فی الآ علیٰ اس کا قدمہ مایہ ہوتا ہے۔

مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرار جم نے مقام دعوت میں مختلف باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ ایک جماعت نے اس مقام کو جمع توجہ میں الحق والحق سے تعبیر کیا ہے۔ یہ اختلاف احوال و مقامات کے اختلاف و روشنی ہے۔ ہر ایک نے اپنے مقام سے خبر دی ہے صیح علم اللہ تعالیٰ کرے۔

اور وہ جو سید الطائفہ بنید بعد از نبی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے الذہایۃ ہی السجود الی الیدایۃ کہ نہایت ابتداء کی طرف رجعت کرنے کا نام ہے۔ یہ اس مقام دعوت کے موافق ہے جو اس سورہ میں تحریر ہوا ہے کیونکہ ابتداء میں پورا مہم خلق کی طرف ہوتا ہے۔ حدیث مبارک:

تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔ میری صرف آنکھیں سو تی ہیں دل نہیں سوتا

جو آپ نے تحریر فرمائی تھی اس میں دوام آگاہی کی طرف اشارہ نہیں بلکہ اس میں آپ نے اپنے اور اپنی امت کے حالات کے ہماری رہنے سے عدم غفلت کی خبر دی ہے۔ اسی بنا پر نبی خدا آپ کے رضو کو نہیں توڑتی تھی۔ اور جب کہ نبی اپنی امت کی محافظت میں بحر یوں کے ریزے کے پاساں اور نگینان کی طرح ہے۔ لہذا غفلت اس کے منصب نبوت کے شایان شان نہیں۔

اور حدیث شریف:

بَيْنِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ يَسْعَى رَجُلٌ مجھے اللہ کے ساتھ ایک وقت نصیب ہوتا ہے

مَلَكَ مُعَرَّبٌ وَلَا يَتِي مُرْسَلٌ جس میں میرے ساتھ نہ تو فرشتہ مقرب شریک

ہو سکتا ہے اور نہ کوئی مرسل نبی

اس حدیث مستندہ و دائرہ میں ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی راوی ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام اپنی امت کے حالات سے ہر وقت آگاہ ہیں۔ اور حالات امت سے بے خبری منصب نبوت کے خلاف ہے حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کے متعلق بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ مذکورہ حدیث کی روشنی میں حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کردہ اس عقیدہ کے مطابق یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر لوگ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت علم کے شکر ہیں اور اس پر معترض ہیں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منصب نبوت کو نہیں ملتے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصیت علم پر بے شمار آیات و ماورثہ صیور و آلات گرتی ہیں۔ اس سلسلے میں مزید معلومات کے لیے خاص الاعتقاد، انباء المصطفیٰ بحالہ و داخلی، الدولۃ الکلیۃ بالمادۃ الدینیۃ وغیرہ تصنیفات اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

آپ نے ان کتابوں میں ہر طرح کے احترامات کے جواہرات بھی دیے ہیں۔

اس موضوعات لامل قاری رحمت اللہ علیہ وصالہ نشر ہے۔

میں صبح ہونے کی صورت میں بجلی وانی برقی کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ اور وہ بجلی اس جناب قدس خداوندی جل جلالہ کی طرف رخ کرنے کو مستلزم نہیں بلکہ یہ بجلی اس جانب سے ہے۔ بجلی لا کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ یہ بجلی عشق کے عاشق میں سیر کرنے کی مانند ہے۔ عاشق تو سیر کرنے سے سیر ہو چکا ہے۔

آئینہ سعادت از سفر در راست کاں پذیر اسے صورت از نور است
صورت کا آئینہ سفر کے اعتبار سے دور ہے لیکن اپنی نزائیت کی وجہ سے صورت کو قبول کرتا اور
اپنی طرف کھینچتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ عشق کی طرف رجوع کرنے کی صورت میں زائل شدہ حجابات پھر واپس خود نہیں کرتے۔ بے پردگی کے باوجود اسے غفلت کے ساتھ مسئول کیا گیا ہے اور مخلوقات کی فلاح و نجات اس کے ساتھ مربوط کر دی گئی ہے۔ ان بزرگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو بادشاہ سے کمالی قرب رکھتا ہو اور بادشاہ اور اس کے درمیان کوئی معنوی اور صوری حجاب حائل نہ ہو۔ اس کے باوجود اسے صاحب حاجت لوگوں کی خدمات پر مامور کیا گیا ہو۔ یہ حق ہی اور مفتی ہر رجوع و غفلت کی طرف لوٹائے گئے، کے درمیان ایک فرق ہے کیونکہ میندی صاحب حجابات ہے لیکن منتی کے آگے سے سب حجابات اٹھ چکے ہیں۔

آپ پر اور تمام متبعین ہدایت پر سلامتی کا نزول ہو۔

مکتوب نمبر (۱۰۰)

ملاحسن کشمیری کی طرف مامور فرمایا۔

ان کے اس سوال کے جواب میں جو انہوں نے لکھا تھا کہ شیخ عبدالباقی نے فرمایا ہے کہ
میں سبحانہ و تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔

آپ کے انکشاف نامہ گرامی نے مشرف فرمایا جو آپ کے گرم قوازی کے طود پر تقریر فرمایا تھا آپ نے
لکھا تھا کہ شیخ عبدالباقی نے لکھا ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔
مخدوم گرامی! فقیر اس طرح کی باتیں سننے کی تاب نہیں رکھتا۔ میری رگ فاروقی بے اختیار حرکت
میں آتی ہے۔ اور اس طرح کی باتوں کی تاویل و توجیہ کی فرصت نہیں دیتی۔ چاہے ایسی باتوں کو فائل

شیخ عبد الباقی بنی بویکشیخ اکبر شامی، محمد بن علی علیہ و علی آراء الصلوٰۃ والسلام کا کلام درکار ہے نہ کہ کسی اور بنی اور صدر الدین قرنی یا عبدالرزاق کاشانی کا کلام۔ ہمیں نص کے ساتھ کام ہے، قصص کے ساتھ نہیں، فتوحات مدنیہ میں ہمیں فتوحات مکیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں علم غیب کے ساتھ اپنی صفت کرنا ہے اور اپنے آپ کو عالم الغیب قرار دیتا ہے۔ اس ذات سبحانہ نے علم غیب کی نفی کرنا جنت فیج اور براب۔ اور فی الحقیقت حق سبحانہ و تعالیٰ کی تکذیب ہے غیب کا کوئی اور حقیقی کرنا بھی اس بُرائی سے نہیں نکال سکتا۔

كَبُوتٌ كَلِمَةً تَقْضِي مَعْنَى أَقْوَاهُمْ ان کے ترجموں سے بہت اگر اکر لے کر دیا ہے۔
کاشش میں سمجھنا کہ انہیں اس طرح کے صریح خلاف شریعت کلمات زبان پر لائے ہو گئی ہیں چیز احماد رہی ہے۔

منسور اگر انا الحق کے اور بطلانی سبحانہ کا تعریف لکھتے تو یہ حضرات معذور ہیں اور علیہ احوال کے تحت مغلوب ہیں لیکن اس طرح کا کلام احوال میں سے نہیں، علم سے تعلق رکھتا ہے اور تاویل کا متقاضی ہے۔ اس طرح کی باتوں کو معذوری پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہاں کوئی تاویل بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی کیونکہ صرف اہل مسک کا کلام کسی تاویل پر محمول کیا جاتا اور ظاہر معنی سے پھیرا جاتا ہے۔ اور اگر اس کلام کے متعلق اس طرح کے کلام کے اظہار سے مقصود عقل کی ملامت اور ان کی نفرت ہے تو یہ بھی برا اور قبیح ہے مخلوق کی ملامت حاصل کرنے کے اور بہت سے راستے ہیں کیا ضرورت ہے کہ انسان اپنی ملامت کے لیے اپنے آپ کو کفر کی حد تک پہنچائے۔ اور جب کہ آپ نے اس کلام کی تاویل کے متعلق کہا اور استفادہ فرمایا ہے تو سوال کا جواب ملنا چاہیے کہ مطابق مجبوراً اس باب میں کچھ عرض کرنا ہے۔ اور غیب کا علم اللہ سبحانہ ہی کو ہے۔

اس کی ایک تاویل تو یہ کی گئی ہے کہ غیب معدوم ہے، اور علم معدوم کے ساتھ متعلق نہیں ہو سکتا۔ یعنی جب کہ غیب حق سبحانہ کی نسبت سے معدوم مطلق اور لاشعہ معض ہے تو علم کے اس کے ساتھ متعلق ہونے کے کوئی معنی نہیں کیونکہ صرف علمیت اسے مطلق علمیت ولا شئیۃ معض سے باہر نہیں نکال سکتی۔ جس طرح یہ کہنا درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے شریک کا عالم ہے کیونکہ اس ذات تعالیٰ و تقدس کا شریک اصلاً موجود نہیں اور لاشعہ معض ہے۔ ہاں مفہوم غیب اور مفہوم شریک کا تصور ہو سکتا ہے لیکن جاریہ کلام شریک اور غیب کے مصداق میں ہے انہما کے مفہوم ہیں۔

اور یہی حال ہے ان تمام محالات کا جن کا مفہوم تو ممکن تصور ہے اور ان کے مصداق متعین تصور

جس کیونکہ معلومیت انہیں استحالہ سے باہر آتی ہے۔ اور کم از کم درجہ ذہنی توان کو عطا کر دیتی ہے۔

اور جراحہ عرض آپ نے مولانا محمد رفیع کی توجیہ پر کیا ہے درست ہے۔ مرتبہ اُحدیت مجرورہ میں نسبت علیت کی نفی مطلق علم کی نفی کو مستلزم ہے۔ علم حسب کی نفی کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔ مولانا محمد رفیع رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ پر آپ کے اعتراض کے علاوہ ایک اور اعتراض وارد ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگرچہ مرتبہ اُحدیت مجرورہ میں نسبت علیت منتفی ہے تاہم اللہ تعالیٰ کی عالمیت اپنے حال پر برقرار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ذات سے عالم ہے۔ صفت سے عالم نہیں کیونکہ بصفت قہر ہاں ہے ہی منتفی۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کو منتفی جاننے والے ہی حق سبحانہ کے عالم ہونے کے قائل ہیں۔ حالانکہ صفت علم کو اس ذات سے منسوب قرار دیتے ہیں۔ اور جو انکشاف علمی صفت پر مرتب ہوتا ہے وہ اسے ذات پر مرتب مانتے ہیں۔ تو اسی طریقہ یہ بھی۔

اور وہ توجیہ جو آپ نے خود کی ہے۔ اور غیب سے مراد غیب ذات واجب تعالیٰ مراد لیا ہے اور علم کے تعلق کو اس کے ساتھ جائز قرار نہیں دیا۔ اگرچہ واجب تعالیٰ تقدس کا علم ہی ہو۔ یہ سب توجیہات سے اقرب توجیہ ہے۔ لیکن فقیر کو واجب تعالیٰ کے اس کی ذات بحت کے ساتھ علم کا تعلق نہ ہونے میں بحث ہے۔ کیونکہ عدم جوہر کی جوہرہ آپ نے بیان کی ہے وہ احاطہ معلوم کے لیے حقیقت علم کا تقاضا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات مطلق عدم احاطہ کی متقاضی ہے۔ لہذا اس تعلق سے دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

اس جگہ ایک اور حدشہ ہے کیونکہ یہ چیز علم حصولی میں درکار ہے۔ جہاں قوت علیہ میں معلوم کی صورت کا حصول ہوتا ہے لیکن علم حصولی میں یہ چیز کچھ درکار نہیں۔ اور ہماری بحث علم حصولی میں ہے حصولی میں نہیں۔ لہذا اس میں کوئی حرجابی نہیں کہ واجب سبحانہ تعالیٰ کا علم اس کی ذات کے ساتھ بطریق حضور ہونہ بطریق حصولی۔ واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ الطاہرین و سلمہ و بادک۔ والسلامہ و اذکاد و اذکاد۔

سے مولانا شمس الدین محمد رفیع رحمۃ اللہ علیہ مولانا سعد الدین کے ساتھیوں میں سے ہیں مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ سالہا سال جامع مسجد ہرات میں طالبان حق کو راہ حق کی دعوت دیتے رہے۔ آپ کی ولادت ہستی روضہ میں ہوئی جو شہر ہرات سے نو فرسخ جانب قبلہ میں واقع ہے۔ آپ سنیہ حماد شہان المبارک کی شہزادہات کو پیدا ہوئے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں مولانا کی ولادت کی بشارت دی تھی۔ (رحمات)

مکتوب تمیز (۱۰)

لاحسن کشمیری کی طرف سے ارسال کیا۔

اس گروہ کے مدینہ جو کالمین کو ناقص خیال کر کے ان پر توہان اعتراض دراز کرتا ہے۔

اَحْسَنُ اللہ سبحانہ حال لکھ واصلم یا لکھ۔ رات اللہ تعالیٰ آپ کے حال کو حسن عطا کرے اور آپ کے دل کی اصلاح فرمائے۔

مولانا احمد صدیق نے آپ کا مکتوب شریعت آکر دیا۔ الحمد للہ سبحانہ کہ آپ نے ہم دور افتاد لوگوں کو فراموش نہیں کیا۔ کسب ظاہر آپ نے نفس انسانی پر جو اعتراضات وارد کیے ہیں وضاحت سے فقیر کے ذہن میں آئے۔ ہاں اتنی بات تو ٹھیک ہے نفس کے زمانہ امارگی میں اس پر اعتراض کیا جائے لیکن اس کے مطنہ ہو جانے کے بعد اس پر اعتراض کی گنجائش نہیں کیونکہ طہینان کے مقام پر پہنچ کر نفس حق سبحانہ سے راضی ہو جاتا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس سے راضی۔ پس وہ خدا تعالیٰ کا پسندیدہ اور مقبول ہو جاتا ہے اور مقبول خدا پر اعتراض روا نہیں۔ اور نفس مطنہ کی مراد حق کی مراد ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ اس دولت کا حصول تھکن باخلاقی اللہ کے منت ہو کر ہے۔ اس کا قدسی معنی ہم پست فطرت لوگوں کے اعتراض سے بلند و برتر ہے۔ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ ہماری طرفت لڑنا ہے۔

آگہ از غویب شفق چرخیت جنیں چہ خبر دادہ از چنان وحشیہیں

پیش میں پڑا چراغ جو جب اپنے آپ سے واقف نہیں تو وہ دوسرا دھڑکیا خبر رکھے گا۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جاہل لوگ اپنے کمال جہل کے باعث نفس مطنہ کو نفس امارہ تصور کر لیتے ہیں۔ اور امارگی کے احکام مطنہ پر جاری کر دیتے ہیں جس طرح کفار نے انبیاء کرام علیہم السلام و انقیادات کو دوسرے لوگوں کی طرح سمجھتے ہوئے ان کی ہر بات و رسالت کا انکار کیا ہے۔ اللہ سبحانہ

لے عادت دہی فرماتے ہیں۔

(۱) انقیاد دیدہ بیسنا نمود / نیک و بد در چشم شان یکساں نمود

(۲) ہمسری با انبیاء برداشت نمود / اوریتا را ہم چہ خود پنداشت نمود

(۳) گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر / ما و ایشان بستہ خواہیم نمود (باقی پرست)

قراردینا حکم قطعی کو مستسوخ کرنا ہے قبیحہ کی دعایت یہ درجہ نہیں رکھتی کہ حکم قطعی کو مستسوخ کر کے حالانکہ مولانا جمال لاہوری جو اعلم علماء لاہور ہیں فرماتے تھے کہ قبیحہ کی بہت سی روایات لائق اعتقاد نہیں اور کتب معتبرہ کی روایات کے خلاف ہیں اور اگر قبیحہ کی اس روایت کو درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو اسے منظر اور شخص کی حالت پر غور کرنا چاہیے تاکہ اس حکم قطعی کا منقص آیہ کریمہ **فَإِنْ أَشْطَرُ مِنْ أَشْطَرٍ** یعنی **فَإِنْ أَشْطَرُ مِنْ أَشْطَرٍ** کو قرار دیا جائے کیونکہ قوت میں اس کی طرح ہے۔

کہ رسم راکشہ ہم بخش رسم

رسم بھوان کو رسم بیاری بھیاڑ سکتا ہے۔

نیز اگر محتاج سے عام محتاج مراد لے لیا جائے تو پھر ربڑ کی حرمت کے لیے کوئی موقع اور عمل باقی نہیں رہے گا کیونکہ ہر شخص بھی سود کی زیادتی دینا قبول کرے گا۔ آخر کسی کی ضرورت اور محتاجی کے تحت ہی قبول کرے گا۔ کوئی بھی بلا احتیاج و ضرورت اپنے نقصان کا امتداد نہیں کرتا۔ تو اس طرح کے توہم کے باعث حکیم و مجید ذات کی طرف سے اس کی کتاب عزیمتیں نازل شدہ اس حکم کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہے گا۔

اور اگر بغیر من محال عام محتاجی ہی تسلیم کر لی جائے تو ہم کہیں گے محتاجی ضروریات میں سے ہے اور ضروریات میں گویا فائدہ ضرورت اختیار کیا جاتا ہے پس سودی روپے سے کھانا پکانا لوگوں کو کھانا ضرورت میں داخل نہیں اور اس کے ساتھ کوئی ضرورت تعلق نہیں۔ اسی لیے ترک میت میں سے میت کی ضرورت کی چیزیں مستثنیٰ ہیں۔ اور اس ضرورت کو اس کے کفن و دفن میں منحصر کیا ہے۔ اس کے ایصال ثواب کے لیے کھانا پکانا شرعاً احتیاج و ضرورت میں داخل نہیں۔ حالانکہ میت صدقہ و خیر کا بہت محتاج ہوتا ہے۔

پس مقتار مع فیہ صحت میں اچھی طرح غور کریں کہ قرض لینے والے محتاج ہیں یا نہیں۔ اور احتیاج و ضرورت کی صورت میں سودی روپے سے جو کھانا تیار ہو گا اسے کھانے والوں کے لیے **لَحْمُ كُشْفِ الْكَلْبِ** میں ہے۔ فقید المنید علی قدس سرہ ابی ضیاء شیخ امام ابراہیم جواد نجم الدین مختار ابن عمر و الزاہدی حنفی المستوفی **مستوفی** کی تصنیف ہے۔ کتاب فی ابتداء ان الفقائے ہوتی ہے۔ **لَحْمُ كُشْفِ الْكَلْبِ** الذی اوضحہ معالہ العلوم۔ علامہ ربیع نے فرمایا ہے کہ کتاب خیرہ اگرچہ طبر معتبر کتب سے اور ہے۔ اور بعض علماء نے اپنی کتابوں میں اس کے حوالے نقل کیے ہیں۔ لیکن علماء کے ہی وہ صنعت روایت کے ساتھ مشہور ہے۔ اور یہ کہ اس کا مصنف معتزلی ہے۔

اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں؟

جیال داری اور فوجی ملازمت کو ضرورت و احتیاج کا باعث بنانا اور اس وجہ سے سودی قرض لینا اور اسے جائز اور حلال جاننا دینداری سے دور ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا شیر اور دستور بناتے ہوئے جو لوگ اس بلایں گرفتار ہیں انہیں منع کرنا چاہیے اور اس جیلے کے اور دست جوڑنے سے انہیں آگاہ کریں۔ ایسا کام کیوں جائز ہے جو آخر کار اس طرح کے منہر اور نا جائز کام کے ارتکاب میں مبتلا کر دے۔ معاش کے ذرائع اور بہت ہیں۔ فوجی ملازمت میں ہی منحصر نہیں ہیں جب آپ اہل صلاح و تقویٰ میں سے ہیں تو حلال و طیب خوراک کی تائید آپ کی جارہی ہے۔

آپ نے لکھا تھا کہ اس زمانہ میں بغیر شہ کی غذا کا میسر آنا مشکل ہے۔ یہ بات درست ہے تاہم حتی الامکان مشہ کی چیز سے بچنا چاہیے۔ بے طہارت کھیتی باڑی کی روٹی جس کو آپ نے غیر طیب جانا ہے، ہندوستان میں اس سے بچنا ممکن نہیں:

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِكْلًا
وَسَعَةً ۚ

اللہ تعالیٰ نہیں تکلیف دیتا کسی جان کر کھانے کی طاقت و وسعت کے مطابق۔

لیکن سودی کھانے کو ترک کرنا بہت آسان ہے۔ حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتا قطعی اور یقینی ہے کہ اس کا انکار کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ قطعی امور میں یہ بات نہیں جھٹی کے نزدیک بہت سے امور مباح ہیں مگر شافعی کے نزدیک وہ مباح نہیں۔ اور اس کے برعکس۔

پس ہمارے اس زیر بحث معاملے میں مشکوک ضرورت مند کے لیے سودی قرض کے حلال ہونے میں جو بظاہر قطعی کے حکم کے خلاف ہے، توقف کرے تو اسے گمراہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اور اسے اس کی حلیت کا معتقد ہونے پر زور نہیں دینا چاہیے۔ بلکہ اس کے درست موقف کو ترجیح دے بلکہ یقین کا درجہ حاصل ہے۔ اور اس کا مخالفت خطرے میں ہے۔

آپ کے بعض دوستوں نے نقل کیا ہے کہ ایک دن مولانا عبدالفتاح نے آپ کی خدمت میں کہا کہ اگر بلا سود قرض میسر آ جائے تو بہتر ہے کسی کو سودی قرض لینے کی کیا ضرورت ہے۔ تو آپ نے مولانا کو مصروف کر دیا اور کہا کہ تم حلال شے کا انکار کرتے ہو؟

قدوم گرامی! ایسی باتیں حلال قطعی میں گنجائش رکھتی ہیں۔ اور اگر یہ حلال بھی ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ خلاف اولیٰ ضرور ہے۔ اہل درجہ و صحبت پر عمل کا حکم نہیں دیتے بلکہ حریت پر عمل کی

والہ کر تے ہیں۔

لاحور کے معینوں نے احتیاج و ضرورت کو سبب قرار دے کر حلال ہونے کا حکم دیا ہے۔ احتیاج و ضرورت کا دامن بڑا فراخ ہے۔ اگر فراخ کریں گے تو کوئی چیز بھی سود نہیں رہے گی اور سود کے حرام ہونے کے بارے میں نفع قطعی کا حکم ہے فائدہ اور عبت بر جائے گا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے آپ کو بیات تو خوب لا حلقہ کرنی چاہیے کہ سود پر قرض لینے والے کے لیے دوسروں کو کھانا کھانا کون سی ضرورت میں داخل ہے؟ قیید کی روایت بہر حال زیادہ سے زیادہ ضرورت مند کے لیے سودی قرض لینے کو جائز قرار دیتی ہے۔ دوسروں کے لیے اس سے جواز ثابت نہیں ہوتا۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ شاید اس طرح کے کھانا پکانے والے کو کفارہ قسم یا کفارہ ظہار یا روزے کا کفارہ ادا کرنے کی ضرورت ہو۔ اور اس میں شک نہیں کہ وہ یہ کفارہ ادا کرنے میں محتاج اور ضرور قنند ہے۔ تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ اس کفارے والا اگر کھانا کھلانے کی طاقت نہیں رکھتا تو کفارے کے طور پر روزے رکھے۔ نیز یہ کہ سود پر قرض لے۔ ادا اگر اس طرح کی اور ضرورتیں اور احتیاج و پیش آئیں تو قصور ہی کسی طرح سے فقیر کی برکت سے دور ہو سکتی ہیں۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا
وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ اس کے لیے راستہ نکال دیتا ہے اور اسے نہ تو ملاحظہ

(سورۃ طلاق، ۲۸-۲۹) ہے اس مقام سے جہاں سے اسے گمان تھیں ہوا۔

آپ پر اور ہر حق ہدایت پر سلامتی کا نزول ہو۔

مکتوب نمبر ۱۰۳

سیادت بزرگی کی بناء پر شیخ فرید کی طرف سے ارسال فرمایا:

لفظ عافیت کے معنی اور مرہند کے لیے نامنی طلب کرنے کے بیان میں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ آپ کو عافیت سے رکھے۔

آپ کے لیے اس عافیت کی دعا کی جاتی ہے جس عافیت کی ہمیشہ ایک بزرگ اپنے لیے دعا اور صرف ایک دن کے لیے ہی اس عافیت کی آرزو کی تھی۔ ایک شخص نے اس بزرگ سے سوال کیا کہ جس طرح نے آپ کی زندگی گزر رہی ہے کیا یہ عافیت نہیں؟ اس بزرگ نے

فرمایا میں یہ چاہتا ہوں کہ بیس سے بے گناہ کسی وقت بھی مجھ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نصیحت و نافرمانی کا صدور نہ ہو۔

دلت سے سرزند میں کوئی قاضی شرع نہیں، اور اجس احکام شرعیہ کے جاری کرنے میں جیسے اور دلائل لاحق ہوتی ہے، مثلاً ہمارا ایک یتیم برادر زادہ ہے، اس کی کچھ وراثت ہے، لیکن اس کا کوئی وصی نہیں، فقیر اس کے اس مال میں بلا اجازت شرعی تصرف نہیں کر سکتا، اگر قاضی شرع موجود ہو تو اس کی اجازت سے کام ٹھیک ہو سکتا ہے، اسی طرح اور بہت سے کام ہیں جو قاضی نہ ہونے کے باعث التوا میں پڑے ہوئے ہیں۔

مکتوب نمبر ۱۰۴

مقام پر میری مثال مستحکم کے قاضی کی طرف اشارہ کیا:

اگرچہ مغفرت پناہ کی وفات سے جو مصیبت لاحق ہوتی ہے وہ بہت شدید اور بہت سخت ہے لیکن ہم اور تم خدا تعالیٰ کے بندے ہیں، ہمارے لیے اپنے مولیٰ تعالیٰ و تقدس کے فعل پر راضی ہونے کے سوا چارہ نہیں، کارکنانِ مساومت دریاں رہنے کے لیے نہیں لائے، کام کرنے کے لیے لائے ہیں، کام کرنا چاہیے، اگر یہاں سے کام کر کے مجھے تو کوئی ڈر نہیں بلکہ ایسا شخص بادشاہ ہے۔

الموت جبر، یہ فعل الجبیب

موت دینا، یہ ہے جبر، موت جبر، یہ فعل الجبیب

یہ فقرہ اس کی شان میں نوجو ہے، جائے میں مصیبت نہیں بلکہ حبیب کی طرف جانے والے کے حال میں مصیبت ہے کہ اس سے کیا سلوک کرتے ہیں، دعا اور استغفار اور صدقہ و خیرات سے اس کی امداد کرنی چاہیے، شیخ اکرم سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

ما العین فی القبر الا کما لعین

العنوت ینتقل دعدۃ تلاحقہ

من اب او امر او اخر او صدیق

فاذا الحقنہ کان احب الیہ من

الدنیاء ما فیہا وان اللہ لیدخل

میت قبر میں ڈوبے دیکھو اور کچھ

دعا کی طرف ہے، چنانچہ میت غفلت رہتا ہے

دعا کا ہوا ہے، آپ یا امی یا یحییٰ یا دامت

کی طرف سے چلتی ہے، جب ان کی طرف سے

اسے دعا پہنچتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دینا

حدیث مشہور ہے۔ اور:

وَبْتَ صَاحِبِ كَيْسٍ لَّهٗ مِنْ جَبَابٍ
اَلَا الْجَوُّمُ وَالظُّنَانُ

حدیث صحیح ہے۔ قلبی امراض کے حکیم (مشائخ کرام) بھی پہلے مرض کے ازالے کا حکم دیتے ہیں۔ اور مرض قلبی دل کے غیر خدا کے ساتھ گرفتار ہونے کا نام ہے۔ بلکہ غیر حق کے ساتھ گرفتاری اپنی ذات کے ساتھ گرفتاری ہے۔ کیونکہ ہر شخص جو کچھ چاہتا ہے اپنی ذات کے لیے چاہتا ہے۔ اگر اولاد کے دوستی کرتا ہے تو اپنی ذات کے لیے دوستی کرتا ہے۔ اسی طرح مال و دولت اور سرداری اور مرتبے کی محبت سب کچھ اپنی ذات کے لیے ہے۔ پس فی الحقیقت اس کا معبود اس کی خواہش نفس ہے جب تک اس گرفتاری سے خلاصی نصیب نہ ہو۔ نجات کی امید بہت دور کی بات ہے۔ اس لیے غفلت علماء اور صاحب دانش علماء پر اس مرض کے ازالے کی فکر کرنا ضروری ہے۔

وَرَدَّ خَدَّكَ اِذَا كَسَّ مَتَّ يَكُ حَرِّ سَمِّ مَتَّ
اَلْغُفْرَيْنِ كَرْنِي هُوَ تَوَاحِدٌ بِي كَلَمَةٍ كَانِي هُوَ

مکتوب نمبر ۱۰۶

مدد صادق کشمیری کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ اس گروہ اولیاء اللہ کی محبت جو ان کی معرفت و پہچان پر مرتب ہوتی

ہے خداوند تعالیٰ جل شانہ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔

آپ کا مکتوب مرغوب جس سے فرط محبت اور کمال دوستی کا اظہار ہوتا تھا، موصول ہوا۔ اللہ سُبْحَانَا وَالْمَلَائِكَةُ عَلٰی ذٰلِكَ (اس حالت کے نصیب ہونے پر اللہ سبحانہ کی حمد اور اس کا احسان۔

اس گروہ کی محبت جو ان کی پہچان پر مرتب ہوتی ہے خداوند تعالیٰ جل ملطانہ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ دیکھیں کس صاحب قسمت کو اس نعمت سے مشرف فرماتے ہیں شیخ الاسلام ہرودی فرماتے ہیں:

”الہی! تو نے اپنے دوستوں کو کیا کر دیا ہے کہ جس نے انہیں مشائخت کر لیا تجھے پایا“

اور جب تک تجھے شناخت نہ کر سکا انہیں بھی نہ پاسکا؟

اس گروہ کے ساتھ بعض وعائد ہر قافلے ہے اور ان پر اقراض اور تحریکینی ابدی تحریری کا موجب ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس ابتلا و آزمائش سے نجات دے۔ شیخ الاسلام مذکور نے فرمایا:

اللہم! تو جسے مردود بارگاہ کرنا چاہتا ہے اسے ہم سے الگھا دیتا ہے۔

بے عنایات حق و خاصان حق مگر ملک باشد سیاہ بہشتی ورق

حق تعالیٰ اور خاصان حق تعالیٰ کی عنایات اور مہربانیوں کے بغیر کوئی فرشتہ صفت بھی برقرار

نہاں اعمال سیاہ ہی رہے گا۔

و یہ رجوع اور انابت جو حق سبحانہ و تعالیٰ نے از سر فرشتیں عطا فرمائی ہے اسے نعمت عظمیٰ تصور

کریں۔ اور حق سبحانہ سے اس پر استقامت طلب کریں۔ ہر متبع ہدایت اور مصطفیٰ علیہ علی آلہ
الصلوات والتسلیمات کی متابعت کی پابندی کرتے رہنے والے پر سلامتی کا نزول ہوتا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۰۰

یہ مکتوب بھی محمد صادق کشمیری کی طرف فرمایا۔

ان چند جوابات سوالات میں جن سے بدگونی کی بر آتی ہے۔ یہ مکتوب ان قواعد ضروریہ پر

مشتمل ہے جو اس بلند مرتبہ گروہ اولیاء اللہ پر ایمان رکھنے میں نفع مند ہیں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ اس بلند گروہ کی تصدیق اور ان پر ایمان رکھنے کی سعادت سے ہمہ ور کرے
چند سوالات پر مشتمل جو مکتوب آپ نے ارسال کیا تھا، موصول ہوا۔ اگرچہ وہ سوالات جو بدگونی
اور تعصب کے آئوہ ہوں، جواب کے مستحق نہیں، اس کے باوجود بطور تشریح ان کے جوابات عرض کرنا
ہے۔ اگر ایک کو نفع نہ ہو شاید دوسرے کو نفع حاصل ہو جائے۔

پہلا سوال یہ تھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ متعاقبین اولیاء سے بہت کلمات و خوارق کا
ظہور ہوتا تھا۔ لیکن اس وقت کے اولیاء سے کم ظاہر ہوتی ہیں؟

اگر اس سوال سے مقصود اس زمانہ کے بزرگوں کا الکار ہے کیونکہ ان سے خوارق و کلمات کا ظہور
کم ہوا ہے جیسا کہ مضمون جہارت سے ظاہر ہوتا ہے تو شیطان کی قریب کاریوں سے اللہ سبحانہ کی
پناہ۔ خوارق و کلمات کا ظہور نہ تو ولایت کے ارکان میں سے ہے اور نہ اس کے شرطن میں سے ہوتا

بنی علیہ السلام کے لیے اس کا مجوزہ، اگر اس کا اظہار مقام نبوت کے شرائط میں سے ہے۔ لیکن اولیاء اللہ سے خوارق کا ظہور عام اور شائع ہے۔ ایسا کم ہی جواب ہے کہ کسی دلی سے ان کا ظہور نہ ہوا جو ان کثرت سے ظہور و خوارق انصافیت پر ولادت نہیں کرتا۔ وہاں ایک دوسرے پر تفصیلات قرب الہی علی سلسلہ کے درجات کے اعتبار سے ہے۔ ہر گناہ کے زیادہ و قرب الہی رکھنے والے بزرگ سے خوارق کا ظہور بہت کم ہوا اور کم قرب رکھنے والے سے ان کا ظہور زیادہ ہوا۔ وہ خوارق جو اس امت کے بعض اولیاء سے ظاہر ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس کا دوسرا حصہ بھی ظاہر نہیں ہوئے۔ حالانکہ رب سے افضل دلی ادنیٰ صحابی کے مدد کو نہیں پہنچ سکتا۔

۱۔ خوارق کے ظہور پر نظر رکھنا کوتاہ نظری ہے اور استعداد و تقلیدی کے کم ہونے کی دلیل ہے۔ نبوت و ولایت کے فیوض قبول کرنے کے لائق وہ جماعت ہے جن میں قوت نظری کی نسبت تقلیدی استعداد غالب ہو۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ استعداد تقلیدی کی قوت کی بنا پر حضور نبی کریم علیہ علی آلہ السلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرنے میں بالکل کسی دلیل کے محتاج نہ ہوئے۔ اس کے برعکس ابو جہل یمن اس استعداد میں کمی کے باعث مدح و ثنائات اور غالب ہجرات کے کثرت کے ساتھ ظہور کے باوجود تصدیق نبوت کی دولت سے مشرف نہ ہوا حتیٰ سبحانہ و تعالیٰ ان پر نصیبیوں کے بارے میں فرماتا ہے:

قَرَأْنِیْزُوا کُلَّ اٰیَةٍ لَا یُؤْمِنُوْا بِهَا
حَقِّیْ اِذَا جَاوَزْکَ یُجَادِلُوْکَ
یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنْ هٰذَا
اِلَّا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ

یہ کفار برآیت و نشانی بھی دیکھیں گے اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ ماں تک کہ جب آپ کے پاس پہنچتے ہیں تو آپ سے جھگڑتے ہیں کہافروگ کہتے ہیں یہ قرآن تو محض پرانے لوگوں کے قصے

کلیانہل کا مجموعہ ہے۔

ہیں یہ بھی کتابوں کہ اکثر متقدمین سے بھی ساری عمر میں پانچ چھ خوارق سے زیادہ کا ظہور منقول نہیں حضرت جنید جو اس گروہ کے سردار ہیں، معلوم نہیں کہ ان سے دن گزرات کا ظہور بھی منقول ہوا ہو۔ اور خداوند تعالیٰ اپنے کلیم علی نبیضا و علیہ السلوٰۃ والسلام کے حال سے یوں خبر دیتا ہے،
وَ کَفَدَ اَنْتَ مَوٰمِنِیْ تَسْمَعُ اٰیٰتِیْ
بِیْنَ لَیْلِ

بے شک ہم نے عیسیٰ کو فروشن ہجرت سے

اطلا کیے۔

اور اس وقت کے مشائخ کے بارے میں کہاں سے پتہ چلا ہے کہ اتنی ہی مقدار خوارق کا ظہور

نہیں ہوتا۔ بلکہ تمام اولیاء اللہ سے چاہے چلے ہوں یا پھلے ہر گھڑی خداوند کا ظہور ہوتا رہتا ہے
یعنی کو معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ صبح

نحمدہ شہیدہ مجرم ارکے بنیائست

اگر کوئی غور نہ کرے تو اس میں سورج کا نام لکھ دیا ہے

دوسرا سوال یہ تھا کہ باب ابن صادق کے کشف و شہود میں القاء شیطانی ہر گز نہیں
یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو اس میں کشف شیطانی کی کیفیت کی وضاحت کس طرح ہے؟ اور اگر
نہیں ہوتا تو الہامی امور میں بعض تدبیروں کا پایا جانا کس حد تک ہوتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ اعلم بالصواب (اگر کوئی بھی القاء شیطانی سے محفوظ نہیں۔
جیکہ یہ فعل انبیاء کرام کے لیے بھی تصور ہوتا ہے) بلکہ متعلق ہے تو اولیاء میں بطریق اولیٰ ہوتا ہے۔
صادق کیا چیز ہے۔

لایہ ما فی الباب یہ ہے کہ انبیاء کرام القاء پر مستند کرتے ہیں اور باطل کو حق سے جدا کر دیتے
ہیں۔ آیہ کریمہ:

يَقْسِمُ اللَّهُ مَا يَلْفِي السَّيِّئُ نَكَسَ
اِنَّهُ لَفِي الْقَوْمِ غَوِيٍّ وَمَا يَدْرِي سَرَّهُمْ
آیات کو مضبوط کرتا ہے۔

اس معنی پر دلالت کرتی ہے۔ اولیاء اللہ کے لیے یتنبیہ ضروری نہیں۔ کیونکہ ولی نبی کے تابع ہے جو
کچھ نبی کے خلاف ہوگا وہ دشمن ہوگا اور باطل تصور ہوگا۔ ہاں وہ صورت جس میں نبی کی شریعت
اس سے خاموش ہو اور نفی یا اثبات کا فیصلہ نہ کرے تو یہاں یقین کے ساتھ وہ جہنم حق و باطل کے
درمیان امتیاز دشمن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ شے ہے۔ لیکن اس عدم امتیاز کے باعث ولایت میں کچھ
نقص واقع نہیں ہوتا۔ کیونکہ شریعت کی بجا آوری اور نبی کی متابعت نجات آخرت کی ضامن ہے۔
اور جن امور کے بارے میں شریعت نے سکوت اختیار فرمایا ہے وہ شریعت سے نامذہب ہیں۔ اور ہم انہ
امور کے تکلف نہیں ہیں۔

جانتا چاہیے کہ کشف میں غلطی کا واقع ہونا القاء شیطانی پر منحصر نہیں۔ بسا اوقات قوت تنبیہ
میں احکام غیر صادق صورت پیدا کر لیتے ہیں۔ جن میں القاء شیطانی کا کچھ دخل نہیں ہوتا۔ اسی قبیلہ
سے ہے وہ جو بعض لوگ خواب حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے ہیں اور آپ سے بعض
احکام اخذ کرتے ہیں حالانکہ فی الحقیقت ان کے خلاف پایا جاتا ہے۔ اس صورت میں القاء شیطانی

متصور نہیں کیونکہ علماء کا مختار مذہب یہ ہے کہ باطل میں صورت خیر البشر علیہ علی آلا الصلوٰۃ والسلام میں
تمثل نہیں ہو سکتا جیسی بھی صورت میں ہو۔ تو اس صورت میں صرف قوت تمیز کے تصرف کا دخل ہے۔
جس نے غیر واقع کو واقع سمجھ لیا ہے۔

تیسرا سوال یہ تھا کہ جب کلمات کے طور پر تصرف اور استدراج کی صورت میں تاثیر و نفی ظاہر کے
اعتبار سے برابر ہیں تو بہندی کس طرح شناخت کرے گا کہ یہ صاحب کلمات ولی اور یہ صاحب استغناء
ملی ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے (واللہ سبحانہ) علم بالعصا اب (کہ طالب بہندی کے لیے دو تولد میں فرق و امتیاز
کھینچے ایک واضح دلیل موجود ہے۔ اور وہ اس کا صحیح وجدان ہے کہ اگر وہ اس کی صحبت میں اپنے دل کو
رب تعالیٰ کے ساتھ جمع پائے تو جان لے گا کہ یہ صاحب کلمات ولی ہے۔ اور اگر اس کے خلاف پایگا
تو معلوم کرے گا یہ صاحب استدراج مدعی اور جھوٹا انسان ہے۔ اور اگر اس معنی میں حقا اور پوشیدگی ہے
تو وہ عوام الانعام کو ہے راہ حق کے طالبوں کو نہیں۔ اور عوام کا خفا خواص کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں
رکھتا کیونکہ عوام کے خفا کا منشا انکار مرض قلبی اور استغناء کا پردہ ہے۔ عوام سے بستہ کسی ایسی چیز پر
مخفی ہیں جن کا جانتا اس فرق کے جاننے سے بھی تریا وہ ضروری ہے۔

اب ہم اس مکتوب کو بعض معارف کے ساتھ ختم کرتے ہیں جو ان شکوک و شبہات کے ازالے میں
تہارے لیے نفع مند ہیں۔

جاننا چاہیے کہ تعلق باخلاق اللہ کے معنی جو ولایت میں ماحوذ و مستبر ہیں یہ ہیں کہ اولیاء اللہ کو ایسی
صفات حاصل ہو جائیں جو واجب تعالیٰ کی صفات کے مناسب ہوں۔ لیکن وہ مناسبت صرف اسم میں
ہوگی اور عدم صفات میں مشارکت ہوگی۔ خواص معانی میں مناسبت نہیں ہو سکتی کہ وہ محال ہے۔ اور
قلب خفا کو مستلزم ہے۔

تحقیقات میں خواجہ محمد یار قادس سرور تخلصوا باخلاق اللہ کے بیان معنی کے مقام میں
فرماتے ہیں:

لے بخاری و مسلم شریفین میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے
قال من رآنی فی المنام فقد سمأنی۔ خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے مجھے دیکھا کیونکہ
فان الشیطان لا یتمثل فی شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت مَرَلِک ہے۔ اور مَرَلِک کے معنی سب پر تصرف کرنے والے کہیں ہیں جب راہ خدا کا سالک اپنے نفس پر تصرف ہوتا ہے اور اسے مغلوب کر کے دیکھتا ہے اور اس کا تصرف مخلوق کے دلوں میں آتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہوجاتا ہے۔

اور ایک صفت یَقِیْم ہے۔ اور اس کے معنی سننے والے کہیں ہیں۔ جب راہ حق پر چلنے والا ہر کسی سے حق تعالیٰ کی باتیں گرائی اور ہر جہ کے بغیر مومن کو قبول کرتا ہے اور فیضی السراور حقائق روح کے کان سے سنتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہوجاتا ہے۔

اور ایک صفت بَصِیْم ہے۔ بصیر کے معنی دیکھنے والے کہیں ہیں۔ جب سالک راہ حق کی بصیرت کی آنکھ بٹینا ہوجاتی ہے اور وہ نور فراست سے اپنے تمام حجب دیکھتا ہے اور تمام دوسرے لوگوں کے کمالی حال کو اپنے سے بہتر دیکھتا ہے۔ نیز حق کا دیکھنا اس کا منظر نظر ہوجاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ جو کچھ کرتا ہے حق تعالیٰ کا پسندیدہ فعل ہی کرتا ہے تو اس وقت اس صفت سے موصوف افراد پاتا ہے۔

اور حق تعالیٰ کی ایک صفت شَیْخ ہے۔ اس کے معنی زندہ کرنے والے کہیں ہیں۔ جب سالک راہ چھوڑ دی گئی سنت کو زندہ اور قائم کرتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت مَیْمُوت ہے یعنی مارنے والا۔ جب سالک ان دشمنوں سے نہیں لڑیں نے سنت کی جگہ اختیار کیا ہوتا ہے روکتا اور منع کرتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہوجاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

عوام نے خلق کے معنی کچھ سمجھے ہیں اور عوام خواہ گمراہی کے خیل میں جاگتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں ولی کے لیے ایسا جسم ضروری ہے اور اس پر اکثر اشیاء غیبیہ کا انکشاف ہونا چاہیے وغیرہ۔ حالانکہ یہ باتیں فتنوں فاسدہ میں سے ہیں۔ اور بعض گمان گناہ ہیں۔

نیز خدام حق صرف کسی کو زندہ کرنے اور اسے جس ہی مختصر شیئیں۔ انسانی علوم و معارف بھی اعظم لے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے لوگوں پر تصرف کرنے کا مقصد درست ہے۔

مثلاً یعنی ولی کے ولی بننے کے لیے مرنے کا زندہ کرنا اور عیب کی خبریں دینا وغیرہ کوئی شے نہیں کہ اگر ان اعمال اس سے صادر نہ ہوں تو وہ ولی ہی نہ ہو۔ امام ربانی کے اس ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ ولی مرنے کا زندہ نہیں کر سکتا۔ اور جبکہ کی باتیں ہیں جانتا۔ کیونکہ حکمت ربانہ میں آپ نے ایک دوسرے مقام پر تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کو ان قدر قدرت بھی عطا کرتا ہے۔ قاضی

نشانات اور بلند درجہ خوارق میں سے ہیں۔ اسی لیے قرآن کا معجزہ تمام باقی معجزات سے اقویٰ اور باقی رہنے والا تسلیم کیا گیا ہے۔ آنکھ کھولی کرو دیکھیں کہ یہ علوم و معارف جو سو سالہ اعمار باری کی طرح ہر سہ ماہ میں گمان سے آرتے ہیں۔ پھر یہ سب علوم اس کثرت کے باوجود پورے طور پر علوم شرعیہ کے مطابق و موافق ہیں، ایک بال برابر بھی مخالفت کی گنجائش نہیں۔ یہ خصوصیت صحت علوم کی علامت ہے۔

ہمارے خواجہ قدس سرہ نے لکھا تھا کہ تمہارے (مہد و صاحب قدس سرہ کے) سب علوم و رت اور مطابق شرع ہیں۔ لیکن حضرت خواجہ قدس سرہ کی بات نقل کرنے کا کیا فائدہ جبکہ حضرت خواجہ کا قول آپ کے لیے حجت نہیں۔ اگرچہ آپ بھی اپنے آپ کو تابع فرمان شیخ خیال کرتے ہیں۔ زیادہ کیا لکھے۔ آپ کے یہ سوالات پہلے طبیعت پر گراں گزرے۔ لیکن جب یہی سوالات ان مذکورہ علوم و معارف کے علمبردار میں آنے کا باعث بن گئے اور ان سوالات کے جوابات کے طور پر یہ سب باتیں دائرہ تحریر میں آجائیں تو ٹھیک اور بہتر ہو گیا ہے۔

چشم زشت نیست کوراخوبی ہمراہ نیست

زنگی شب رنگ وادان چوں دروگو بہرست

کوئی بھی بُری شے نہیں مگر کوئی نہ کوئی غمناک بھی اس کے ہمراہ ہوتی ہے۔ جیسے رات کی طرح بیاد رنگ وادان چوں دروگو بہرست کے دانت مریخوں کی طرح چمکتے ہیں۔

عجب کام ہے کہ آپ نے پہلے خط میں رت سے اعلیٰ کا اظہار کیا تھا اور اس کا سبب پہلے درپے دو واقعے کے علمبردار کو قرار دے کر آپ نے لکھا تھا کہ ان کا اثر حالت ہوش میں بھی محسوس ہوا اور اس حد تک تم کو ندامت و پشیمانی لاحق ہوئی تھی کہ سابقہ طور طریقے سے توبہ اور رجوع نصیب ہوا اور تم تجدید ایمان سے شرف ہوئے۔ اب پھر ایک ماہ بھی تمہیں گزرا کہ تمہاری وضع و حالت میں تبدیلی محسوس ہوئی ہے اور پچھلے پادشاهوں و اہل جبر کو پھر تم اپنی پہلی وضع کی طرف منتقل ہو گئے ہو یہاں تک کہ تم اس کے واسطے ہوئے کہ ان دو واقعات کو تم نے انفاء و بیطانی یا غلط کشف کہنا شروع کر دیا۔ وہ کیا حالت تھی اور یہ کیا حالت ہے۔

بگفتا غلامے چہ بد می کنند ز ما من کہ بانفس خود می کنند

کسی نے کہا فلاں بُرا کر رہا ہے (ٹھیک ہے کہتا رہے) کیونکہ تمہارے ساتھ نہیں بلکہ اپنی ذات کے ساتھ بُرا کر رہا ہے۔ ہر تنبیہ ہدایت اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و التحیات و التسلیمات کی متابعت کے پابند انسان پر سلامتی کا نزول ہوتا رہے۔

مکتوب نمبر ۱۰۸

میاں سید احمد بخاری کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ نبوت ولایت سے افضل ہے، اس کے برعکس جو بعض لوگوں نے کہا ہے کہ

ولایت نبوت سے افضل ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہم سب کو اور تم کو اور تمام مسلمانوں کو حضور سید المرسلین علیہ السلام علی آلہ و سلم من الصلوٰۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی متابعت پر ثابت و قائم رکھے۔

بعض مشائخ نے سکر وقت میں کہا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ اور بعض وہ سب سے شائع ہے اس ولایت سے نبی کی ولایت مراد لی ہے تاکہ وہی کہے نبی پر افضل ہونے کے وجہ کو رفع کیا جائے۔ لیکن حقیقت میں معاملہ برعکس ہے کیونکہ نبی کی نبوت بھی اس کی ولایت سے افضل ہے۔ ولایت میں تو تنگی سببیت کے باعث رُوح مخلوق کی طرف صیغ کیا جاسکتا لیکن نبوت میں کہاں انشراح صدر کی بنا پر یہ تو قوی سببیت کی طرف ترجیح سے مانع ہوتی ہے اور نہ طلق کی طرف ترجیح بر حاشا کی طرف ترجیح سے مانع ہوتی ہے۔ نبوت میں صرف مخلوق کی طرف ہی رُوح نہیں جوتا تاکہ ولایت کو جس میں رُوح حق کی طرف جوتا ہے نبوت پر ترجیح دیں۔ عیاذاً باللہ سبحانہ۔

صرف مخلوق کی طرف رُوح رکھنا عوام کالافہام کا مرتبہ ہے۔ شان نبوت جت بلند مرتبہ ہے۔ اس معنی کا سمجھنا ارباب سکر پر دشوار ہے۔ مستقیم الاحوال اکابر ہی اس معرفت کے ساتھ ممتاز ہیں۔
ہفتہ شان اباب العظیم نعیم ہا
ارباب نعمت کو عتیں گوارا ہوں۔

دوسری مختصر وی بات یہ ہے کہ میاں شاہ عبداللہ ولد میاں شیخ عبدالرحیم ان فہم لہ (مجدد صاحب اور ان کا خاندان) کے ساتھ تعلق قرابت رکھتا ہے۔ ان کے والدت کا بہنوئی تھا۔ کے ملازم رہے ہیں اور صاحب مرتبہ۔ اب نابینا ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے روکے کو بھیجا ہے کہ۔ بہادر خاں کے پاس جا کر ملازمت کرے۔ اس بارے میں اگر آپ کی طرف سے بھی کچھ اشارہ ہو جائے تو فائدہ مند رہے گا۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۰۹

علیم صدر کی طرف صادر فرمایا:

سلامتی قلب اور اس کے غیر حق سبب نہ کو بھلا دینے کے بیان میں۔

اہل اللہ قلبی امراض کے طیب ہیں۔ باطنی امراض کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے۔ ان کا کلام دوا اور ان کی نظر شفا ہے۔ حدیث پاک میں وارد ہے:

هَلْ يَكُونُ لِي شَيْءٌ حَيْثُ هُمْ
یعنی یہ ایسی قوم ہے جن کا جنتیں بد نصیب
نہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَهُمْ يَكُونُ لِي شَيْءٌ
یعنی یہ لوگ اللہ کے جنتیں ہیں۔

يُصْطَفَى مِنْهُمْ رُوحٌ وَرُوحٌ
انہی کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور انہی
کی برکت سے روزی ملتا ہے۔ (بخاری و شریعت)

امراض باطنی اور ظہری معنوی میں سب سے بڑی بیماری دل کی غیر حق تعالیٰ کے ساتھ گرفتاری ہے۔ جب تک اس گرفتاری سے پورے طور پر نجات حاصل نہ ہو سلامتی قلب کا نصیب ہونا محال ہے۔ کیونکہ اس فسادات اقدس جل سلطانہ کے لیے کسی اور کی شرکت کا قطعاً کوئی دخل نہیں۔

أَلَا يَلْقَى الَّذِينَ الْفَالِاحُ (سورہ زمر) حق کو خالص دین صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔ یہ کیسے دیا ہو سکتا ہے کہ شریک کو غالب کر دیا جائے۔ حمایت بے حیائی کی بات ہے کہ غیر حق سبحانہ کی محبت کو حق تعالیٰ کی محبت پر اس طرح غالب کر دیا جائے کہ حق تعالیٰ کی محبت اس کے ہلکے بالکل معدوم ہو کر رہ جائے یا مغلوب ہو جائے۔ اور حدیث:

الْحَيَاءُ شَجْعَةٌ قَاتِلَةٌ لِلْإِيمَانِ
جیا ایمان کا ایک شجرہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

میں شاید اسی جیا کا بیان ہے۔

اور قلب کے غیر حق کے ساتھ گرفتار نہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ قلب ماسوا کو کیشہ بھول جائے اور اشتیاء کو پورے طور پر اس طرح فراموش کر دے کہ اگر مختلف سے بھی اشتیاء کو یاد کرنا چاہے تو یاد نہ آئیں۔ تو اشتیاء کے ساتھ گرفتاری کی اس مقام میں کیا گنجائش۔ یہ حالت اہل اللہ کے نزدیک اتنا سے تعبیر ہوتی ہے۔ (اور یہ تھا اس راہ میں قدم اول ہے۔ اور یہ مقام افراد تہذیب کے علمبرکار کا مقصد ہے اور

معارف و حکم کے ورد و کاغذ نشا ہے۔ اور اس حالت کے بغیر خاوار و درخت پر ہاتھ پیرنے والی بات ہے
 ۷۔ سچ کس رانا نگر و او فضا نیست راہ در بارگاہ کبریا
 کوئی شخص جیسا تک فنا کا مقام حاصل نہ کرے، بارگاہ کبریا تک نالاستہ نہیں پاسکتا۔

میکتوب نمبر ۱۱

شیخ صدق الدین کی طرف صادر منسربایا۔

۱۔ اس بیان میں کہ پیدائش انسانی سے مقصود و وظائف بندگی کا ادا کرنا اور پورے طور پر
 جناب حق تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا ہے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ ارباب کمال کی تماشائی کی امتداد تک عروج عطا کرے۔

پیدائش انسانی سے مقصود و وظائف بندگی کا ادا کرنا اور جناب حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف دوام
 توجہ ہے۔ اور یہ معنی سید اولین و آخرین علیہ من الصلوٰات التامہ و من التیمات اینسا کی کامل اتباع کے
 بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قولاً و فعلاً و اقوالاً
 یا طاعتاً و عمللاً اور اعتقاداً و کامل اتباع نعیب کرے۔ آمین یا رب العالمین ۷

بعد از خدائے ہر چہ پرستند سچ نیست

بیدولت است آتش سچ اختیار کرد

خدا تعالیٰ کی فائز کہ چھوڑ کر جس شے کی بھی پرستش کی جائے کچھ نہیں۔ وہ بد نعیب ہے جو سچ چھوڑ کر
 اختیار کرتا ہے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ کے سوا اگر کوئی چیز مقصود ہے تو وہی مجبور ہے۔ غیر حق تعالیٰ کی عبادت سے
 اس وقت نجات نعیب ہوگی جبکہ خداوند عل و علما کے سوا کوئی چیز مقصود نہ رہے۔ اگرچہ وہ مقاصد
 اخروی اور مہشتی نعمتوں میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ اگرچہ یہ مقاصد حسنات میں سے ہیں لیکن مقربین کے
 نزدیک سیئات میں داخل ہیں جبکہ اخروی امور کو مقاصد قرار دینے کی فریست یہ ہے تو امور و نیوید
 کو مقاصد قرار دینے کی کیا تمنا نش ہو سکتی ہے۔ اور انکسار کلمات ناپسند ہے۔ اور جب سے اللہ نے
 اسے پیدا کیا ہے ایک بار بھی اس کی طرف نگاہیں نہ اٹھائی۔ اور اس کی مست لگن ہوں کی جڑ ہے۔ اور اس کے
 چاہنے والے لعنت ورد کے مستحق کے ہیں۔

الدنيا ملعونة وملعون من فيها دنیا ملعون ہے اور افسوس کہ اس کے سوا کچھ اس
 الاذکس اللہ تعالیٰ (ترجمہ دین مہم) میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔
 اللہ تعالیٰ میں اپنے حبیب پاک سید المرسلین والاخیرین حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلامؐ کو اللہ
 کے طفیل اس دنیا کے شر اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے نجات عطا کرے۔

مکتوب نمبر ۱۱

شیخ حمید ربیع کی طرف سے صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ توحید قلب کو غیر حق سمجھنا ہے آزاد کرنے کا نام ہے۔ اور اس کے مناسب
 امور کے بیان میں۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى۔

توحید دل کو اسما کے حق بھاری کی توجہ سے خالی کرنے کا نام ہے۔ جب تک دل اسما کی گرفتاری
 میں مبتلا ہے۔ اگرچہ توحیدی میں گرفتاری ہی کیوں نہ ہو بندہ ارباب توحید سے نہیں ہو سکتا۔ اس دولت
 کے حصول کے بغیر واحد گنا اور واحد جاننا ارباب حصول کے نزدیک تعویذات میں سے ہے۔ ہاں
 واحد گنا اور واحد جاننا جو تصدیق ایمانی میں مقرب ہے وہ ضروری ہے لیکن وہ دوسرے معنی میں ہے۔
 لا تعبدوا الا الله اور لا اله الا الله کے درمیان فرق بالکل واضح ہے۔ ایمانی تصدیق قبیحہ
 علم سے ہے اور وجدانی اور ایک قبیحہ حال سے ہے۔ حال کے حاصل ہونے سے قبل حال کے متعلق گفتگو
 کرنا منع ہے۔

مشائخ کی ایک جماعت نے اس باب میں اگر کچھ باتیں کی ہیں تو وہ وہ حال سے خالی تھیں۔

(۱) یا قوم معذری اور غائبہ حال میں پٹھے ہونے لگی ہیں۔

(۲) یا گھنے اور مال ظاہر کرنے سے ان کا یہ مقصود تھا کہ دوسروں کے حال کی کسوفی اور ان کی انتقامات

کا باعث نہیں بنیں تاکہ دوسرے اپنے حالات کی کمی کو ان کے حالات کے ترافہ پر توں لگیں۔

ان دو صورتوں کے بغیر انشاء اسرار ممنوع ہے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ ارباب کمال کے احوال کا تصور اس حد تک بے نصیب لوگوں کو بھی عطا کرے
 اور بلند مرتبہ مسکوت معصوم علی مصداق الصلوٰۃ والسلامؐ کی شایستگی نصیب فرمائے۔ بجز انہی

وَأَكْرَمُ الْأَعْمَارِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامَاتُ -

ایک دوسری تکلیف آپ کو یہ دی جاتی ہے کہ میرا شیخ عبدالفتاح حافظ قری عزت لوگوں میں سے اور آدمی نادر ہیں۔ کثیر ایصال اور بہت سی لڑکیوں کے باپ ہیں۔ اسباب معاش کی قلت ہے۔ ان کو اس امر پر مجبور کیا ہے کہ کریم اور سخی لوگوں کے آستانے تک پہنچیں۔ (مید ہے کہ ان کا قصور و چورا ہوگا۔ زیادہ گفتگو دوسری ہے۔

مکتوب نمبر ۱۲

شیخ عبدالجلیل نقاش سری لہم بھر پوری نئی طرف صادر ہوا۔

اس بیان میں کہ اصل کام یہ ہے کہ ہم اپنے لکھنؤ قادیان سنت و جماعت کے ساتھ مزید آواز کریں۔ اس دولت کی موجودگی میں اگر احوال و مراہجہ میں علما کو یہی ترمیم احسان مند ہوں گے ورنہ اسی دولت کو کافی جانیں گے۔ کیونکہ جب یہ ہے تو سب کچھ ہے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ ہم غفلوں کو اہل حق یعنی اہل سنت و جماعت کے مستفادات حق کی حقیقت سے محروم کرے اور پسندیدہ اعمال کی ترمیم کو ہمارا نقد وقت بنائے۔ اور وہ احوال جو ان اعمال کے ثمرات ہیں ان سے بہرہ ور فرمائے۔ اور محکم طوبہ پر اپنی جناب قدس جل سلطانہ کی طرف کھینچ لے۔ ج

کارا میں سنت وغیرہ میں ہم سب بیچ

اصل کار یہی ہے ایا قی سب بیچ ہے۔

کیونکہ مجدد و حال کی وہ کیفیتیں جو فرقہ ناجیہ اہل سنت کے مستفادات کی حقیقت حاصل ہوئے بغیر ہیں۔ سراسر استدراج ہیں۔ ان کی کچھ نقد و قیمت نہیں۔ اور ان کیفیات کو سوائے خرابی کے اور کچھ خیال نہیں کرتے۔ فرقہ ناجیہ کی اتباع کے ساتھ جو کچھ سز و پھل فرمائیں ہم اس پر احسان مند ہیں اور شکر بجا لائیں گے۔ اور اگر صرف فقائد حق کی نعمت ہی عطا فرمائیں اور مجدد و حال کی کیفیات میں سے کچھ عطا نہ کریں تو ہمیں کچھ ڈر نہیں اور ہم راضی اور خوش ہیں۔

اور بعض مشائخ کرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم سے غلبہ حال اور مسکروقت کے وقت اہل حق کی سنت اور صحیح آراء کے خلاف بعض علوم و معارف کا غلو و مجاہد ہے چونکہ ان کی بنیاد کثافت ہے اس لیے وہ مفقود

لہذا اُن کے شہود کو حق تعالیٰ و تقدس کا شہود سمجھ لیتے ہیں۔ اور جب کہ روح کے لیے عالم اجسام کے ساتھ ایک اگر نہ مناسبت نہایت ہے تو کبھی اس شہود کو شہودِ احدیت و کثرت کہتے ہیں اور کبھی کثرت کے قائل ہوتے ہیں۔ حق جل و علا کا شہود خائے مطلق کے حصول کے بغیر جو انتہائے سلوک پر متحقق ہوتی ہے تصور نہیں ہے۔

ہیچ کس راسخ و اوفنا نیست راہ در بارگاہ کبریا

ہند سے کو جب تک فنا حاصل نہ ہو بارگاہ کبریا تک راستہ نہیں پائے

اور اس شہود کا عالم کے ساتھ کچھ تعلق نہیں۔ دونوں شہودوں میں فرق یہ ہے کہ اگر عالم کے ساتھ کسی کی کسی وجہ سے مناسبت رکھتا ہو تو وہ حق تعالیٰ نہیں۔ اور اگر بے مناسبت ہے تو شہودِ الٰہی ہے۔ حق و علا شہود کا اطلاق تنہا جہارت کے باعث ہے۔ ورنہ اس کی طرف نسبت بھی اس کی ذات پاک کی طرح بے کیفیت و بے شکل ہے۔ ج

یہی راہ ہے چلی راہ نیست

مثل کو بے شکل ذات کی طرف راستہ نہیں مل سکتا

بادشاہ کی عطاؤں کو اسی کی سوا بیاں اٹھا سکتی ہیں۔

مکتوب مقبلاً

صوفی قربان کی طرف لکھا گیا :

حضرت سید المرسلین علیہ السلام و آلہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت و ایمان کے بیان میں

حق سبحانہ و تعالیٰ ہم بے سرو سامان غفلوں کو بیدار و لہجہ و آخیرین کی اتباع کی دولت سے سرفراز فرمائے اور اس پر استقامت نصیب کرے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ بلند ہستی ہیں کہ آپ کی دوستی کے طفیل رب تعالیٰ اپنے اسماء اور صفاتی کمالات کو میدانِ ظہور میں لایا اور آپ کو جبرائیل تمام کائنات قرار دیا، علیہ من الصلوٰۃ والسلام و من التسلیمات اکتلہا۔ آپ کی اتباع کا ایک فرد تمام دینی لذتوں اور اخروی نعمتوں سے کمزور ہے۔ جبرائیل روشن سنت کی متابعت کے ساتھ وابستہ ہے اور نیرنگی آپ کی شریعت کی بجا آوری کے ساتھ مربوط ہے علیہ من آلہ الصلوٰۃ والسلام و التسلیم۔

مثلاً وہ پیر کا قیلولہ جو تہذیب و تہذیب کی سنت ہے، ہر کوئی وہاں اتارنے کے فرائض سے اولیٰ اور افضل ہے جو بے نیت متابعیت میں۔ اسی طرح عید فطر کے روزہ روزہ نہ رکھنا جس کا شریعت مصطفویٰ نے حکم دیا ہے، ادا کرنا اور ہمیشہ کے روزوں سے جو شرع سے منحرف نہیں رہتا ہے، شرع علیہ السلام کے حکم سے ایک ہی طرح کرنا اپنی طرف سے سونے کا پہاڑ خرچ کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

امیر المومنین علیؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز فجر کی نماز باجماعت ادا کر کے اپنے اصحاب پر نگاہ ڈالی، ایک شخص کو جماعت میں موجود نہ پایا۔ اس کے متعلق دریافت فرمایا، صحابہ نے عرض کیا کہ شخص ساری رات جماعت میں مصروف رہتا ہے، شاید اس وقت سو گیا ہو۔ امیر المومنین نے فرمایا اگر وہ شخص ساری رات سوتا اور صبح کی نماز باجماعت ادا کرتا تو اس سے بہتر تھا۔

گمراہ لوگوں نے بھی دیکھیں اور مجاہد بہت کیے ہیں لیکن شریعت حقہ کے مطابق نہیں، لہذا خوار اور بے اعتبار ہیں۔ اگر ان گمراہوں کے ان اعمال شاقہ پر کھڑا ہو تو ثواب بھی ملے گا تو وہ بعض ذہنی مبالغہ ہی کی صورت میں ہوگا۔ اور اگر وہ ثواب کے طور پر ساری دنیا کا مل جانا بھی کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ بعض ذہنی مبالغہ کے حاصل ہونے کا کیا اعتبار ہے۔ گمراہوں کے مجاہدات اور اعمال شاقہ کی مثال جاوید کش کی ہے جس کی کوشش و محنت سب سے زیادہ ہے، مگر اس کی مزدوری سب سے کم ہوتی ہے۔ اور شریعت کی پیروی کرنے والوں کی مثال اس جماعت کی طرح ہے جو اعلیٰ درجہ کے توحید اور سرور کے ساتھ کام میں مصروف ہیں۔ ان کا کام تو بہت قصور ہوتا ہے، لیکن ان کی اجرت بہت زیادہ ہوتی ہے، ایک گھڑی کا عمل ہزار سال کے اجر کے برابر ہو سکتا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ جو عمل موافق شریعت واقع ہوتا ہے وہ حق تعالیٰ کو پسند ہوتا ہے اور خلاف شریعت عمل رب تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ پس ناپسندیدہ عمل پر ثواب کے کیا معنی بلکہ عذاب کی توقع ہے۔ اس مضمون کے عالم مجاہدین بہت سے شواہد موجود ہیں، ادنیٰ توجہ سے سامنے آسکتے ہیں۔

ہر چہ غیر عقلی علت شرور کفر گیر کا لے قت شرور

یہاں جس شے سے بھی عقل تمام کرے گا وہ بھی بے جا رہ جائے گی۔ اور کامل شخص کفر کی طرف رخ کرے گا تو اسے بہت حق کی شکل دیکھے گا۔

پس تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت کی متابعت ہے، اودقام مساوات کا مادہ شریعت کی مخالفت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم امد تم کو سید المرسلین علیہ السلام و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم کی متابعت پر ثابت و قائم رکھے۔ والسلام

مکتوب نمبر ۱۱۵

علامہ اعلیٰ دہلوی کی طرف سے صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ جس راہ کر کے کرنے کے ہم درپے ہیں وہ صرف سات قدم ہے۔

حصہ ۱: — از ہر چہ فی روضہ سخن دوست خوشتر است

دوست کی بات جس طرف سے ہیں کان میں پہنچے اچھی ہے۔

یہ راستہ جس کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں صرف سات قدم ہے۔ وہ قدم عالم خلق میں ہیں اور پانچ عالم اس میں۔

عالم اس میں پہلا قدم رکھنے پر تعالیٰ افعال ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے قدم پر تجلی صفات اور تیسرے قدم میں تجلیات فانیہ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

پھر ارباب کمال کے درجات کے تفاوت کے مطابق تجلیات فانیہ میں بندہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ حضور سید الاولین والآخرین علیہ من الصلوٰۃ والسلام کی فیضیاتی امتیازات سے وابستہ ہے۔ اور جن بزرگوں نے اس راستے کو وہ قدم قرار دیا ہے انہوں نے اجمال کے طور پر اس سے عالم خلق اور عالم امر مراد لیے ہیں۔ طالبان حق پر معاملہ آسان کرنے کے لیے یہی کہیں اصل بات دہری ہے جو میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بیان کی ہے اسے ذہن نشین کرنا چاہیے۔

مکتوب نمبر ۱۱۶

علامہ اعلیٰ دہلوی کی طرف سے صادر فرمایا۔

الحمد للہ آپ ان خوش قسمت حضرات میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ محمد الہیاتی قدس سرہ نے امام ربانی قدس سرہ کی خدمت میں برائے تربیت بھیجا۔ آپ کثیر المراقبہ اور کثیر العبادۃ تھے۔ ایک روز اپنے وقت و رکعت کی حالت میں اپنے ایک ہیر بھائی سے دیا کہ کیا کہ جنت میں نماز ہر گز اس نے جواب میں کہا وہاں نماز نہیں کیونکہ وہ وارحہا ہے اور عمل نہیں۔ آپ نے آہ نکالی اور دہریہ تھے۔ اور فرمایا جہاں اس جہنم ذات کی عبادت و بندگی نہیں ہوتی نہ کہ کسی طرح گنہگار کی۔ علامہ اعلیٰ دہلوی بیان ہے کہ میں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ (باتی پر صفحہ ۱۱۵)

اس بیان میں کہ قلب کی سلامتی اس کے ماسوا کو بھول جانے پر موقوف ہے، اور دوسری بات

میں زیادہ مصروف ہونے سے وہ کہنے میں تاکہ دنیا کے ساتھ الفت و رغبت پیدا نہ ہو۔

عزیز بھائی کا مکتوب مخرّب موصول ہوا۔ اور سلامتی قلب کے متعلق جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا تھا اس سے بھی اتنا ہی جلدی۔ ہاں ہاں اول کی سلامتی ماسوا سے حق تعالیٰ کے ہر شے کو بھول جانے پر موقوف ہے۔ اس مذاک کہ اگر غیر حق کا خیال خلعت و کوشش سے بھی لانا چاہیں تو نہ آئے۔ اس صورت میں غیر خدا کا گزند دل پر نہیں ہو سکتا۔ اس حالت کو فائدے قلبی سے تحریر کرتے ہیں۔ اور یہ اس راہ میں قدیم اول ہے۔ اور اس سے درجات استعداد کے مطابق مراتب ولایت کے کمالات کی بشارت ملتی ہے۔ ہمت بلند رکھیں۔ آخر وقت و منتفی یعنی معمولی اشیاء پر قناعت نہ کریں۔

وَاللّٰهُ يَحِبُّ مَعَآلِيَ الْاَنْبِيَاۡ

اللہ تعالیٰ بلند ہمت والوں کو دوست بناتا ہے۔

دوسری امور میں زیادہ رغبت سے غلط ہے کہ اس گہنی دنیا کے کاموں میں ہی نہ کہیں الجھ جاؤ۔ دل کی موجودہ سلامتی سے دھوکا نہ کھا جائیں۔ کیونکہ اس حالت کے چھین جانے کا امکان ہے۔ اور دوسری اشتغال کی طرف حتی المقدور رخ نہ کریں تاکہ دنیا سے ہی لگاؤ پیدا نہ ہو جائے۔ اور یہ بات نقصان میں ڈال دے (ایسا ڈا با شدہ سبحانہ) فقر میں جا دوب کشی دولت مندوں کی صدہ نشیمنی سے بہتر ہے۔ ساری ہمت اس طرف مبذول کرنی چاہیے کہ فقر و نامرادی ہی میں زندگی گزر جائے جس قدر شیرے بھاگتے ہو اس سے زیادہ دولت اور ادب و دولت سے دور بھاگنا۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۱

نور احمد قدیم و حسی کی طرف سے موصول ہوا:

اس بیان میں کہ ابتداء قلب جس کے تابع ہوتا ہے۔ اور انتہا میں جا کر یہ حقیقت باقی نہیں رہتی۔ امید ہے کہ مولانا یار محمد نے ہمیں فراموش نہیں کیا ہو گا۔ ایک عرصہ تک چونکہ قلب جس کے (بقیہ صفحہ ۱۱) لاہور شریف لائے ہوئے تھے، ایک میز پر فروتنی پڑھا آپ کی زیارت کے لیے حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اس کی بڑی عزت کی جس سے دوسروں کو حیرانی ہوتی جب حضرت امام باقی قدس سرہ سے اس عزت افزائی کا راز دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: (مختصر المقالات)

(مختصر المقالات)

۱۔ اجماع اکابر صیبری بر روایت ابن جہان و طبرانی۔ ۲۔ حواشی ابن عساکر و ابن عساکر بر روایت ابن سعد و ابن سعد

تابع رہتا ہے۔ اس لیے جو چیز جس سے دور ہوتی ہے قلب بھی اسے دور محسوس کرتا ہے۔ حدیث مبارکہ
 مِنْ لَحْرِ يَمَلِكُ عَيْدُهُ نَقِيسُ الْعَلْبِ جو شخص اپنی آنکھ کی حفاظت نہیں کرتا اس کا
 دل اس کے قابو میں نہیں ہوتا۔

میں اسی مرتبہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور نہایت کامیاب چونکہ قلب جس کے تابع نہیں رہتا اس بنا پر
 جس سے دوری قرب قلبی پائا نڈاز نہیں ہوتی۔ اسی لیے مشائخ طریقت نے بتدی اور توسط
 کے لیے شیخ کمال مکمل کی صحبت سے دور رہنے کو جائز نہیں رکھا۔

الغرض جو چیز پوری طرح حاصل نہ ہو سکے اسے بالکل ترک نہیں کرنا چاہیے اسے مطابق اسی طریقہ
 پر قائم رہیں اور نہ جنس لوگوں کی صحبت سے پوری طرح اجتناب کریں۔

میاں شیخ مرزا کی تشریف آوری کو سعادت کا پیش غیر محال کرتے ہوئے ان کی صحبت کو
 غیبت جانیں اور زیادہ وقت ان کی صحبت میں گزاریں۔ کیونکہ شیخ مرزا نے غیر شخصیت ہیں۔
 والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۱۸

مقام علی حسینی کی طرف سے ارسال کیا۔

اس جماعت کی نامزدی اور اشارے کے بیان میں جواب الیہ احترام کرتی ہے۔

حمت کے نشانات مانے مولانا قاسم علی نے جو خط ارسال کیا تھا موصول ہوا۔ اس کے مضمون سے
 بھی واقفیت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا وَلَمْ يَلْمِ بِهِ مَرْءًا وَنَحْنُ

اللہ (عاشق مہربان اللہ) انھیں یا رحمہ قدیم اس لیے کہتے ہیں کہ ان کے بعد ایک اور یاد محمد حضرت کے آقا
 شریف پر پہنچے۔ بعد میں آنے والے جدید گمراہے۔ دفتر اعلیٰ کے مناصب کے جامع ہی یا رحمہ جدید ہیں۔ حضرت
 مولانا یا رحمہ قدیم حضرت امام ربانی قدس سرہ کے قدیم اصحاب میں سے تھے۔ آپ قالم اعلیٰ اور عالم انسان تھے۔
 مسند نقشبندیہ کے بزرگوں کا حضور وادان کی نسبت آپ میں نمایاں تھی۔ کثیر اس کو اور کثیر ادا کرتے تھے۔ ولایت
 برضاں آپ کا وطن مالوت تھا تا کہ اس حق میں شک نہ ہو کہ آپ کے سر بن شریف میں حضرت امام ربانی
 رحمہ اللہ علیہ کے منبع برکات و خیرات آستانہ عالیہ کے بنیاد ہیں۔

اَسَاءَ فَعَلْنَا۔ اور جو برائی کرتے گا تو اس کا بدلہ اُس کی اپنی ہی

جہان پہ آکر ہے گا۔

خواجه عبداللہ انصاری فرماتے ہیں: "اُمّی! اگر جسے برباد کرنا چاہتا ہے اسے ہمارے طعن و تشنیع میں مبتلا کر دیتا ہے۔"

ترجمہ اُن قوم کہ برادر و دشمن میں خدشہ برسر کار غزوات کفندایاں را

مجھے ڈر ہے کہ وہ لوگ جوئے و نشوون پر ہنستے ہیں اشتراک فائز ہیں کہیں اپنا ایمان ہی نہ خاک کر چکیں
حق سبحانہ و تعالیٰ تمام اہل اسلام کو قفر و ادا و یاء اللہ کے انکار و ادا میں پراگشتہ امن سے بچائے
بحرۃ سید البشر علیہ السلام الصلوات والتسلیمات۔

مکتوب نمبر ۱۱۹

میر محمد نعمان برہنہ کی طرف مصاد فرمایا:

شیخ مفتی ابی صہب کی مزعوبہ اور اس امر کے بیان میں کہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ
کامل حضرات اپنے نام نہ لکھیں بلکہ بعض اچھی نیتوں کے تحت تعلیم و تربیت کی اجازت دے
دیتے ہیں۔

جناب میر صاحب کا مکتوب شریعت موصول ہوا۔ یہ راستہ دیوبند میں چاہتا ہے۔ حدیث شریف
میں وارد ہے کہ:

لَنْ يَكُونَنَّ أَحَدُكُمْ حَقِّي يُعَانِ إِلَّا
قَحْطُونٌ۔ کہ جس سے اس وقت تک ہرگز کوئی بھی مومن
نہیں ہوگا جب تک لوگ اسے دیکھ نہ کہیں

اور جب دیوبند آئی تو بندہ زمان و فترت کی تدبیر سے فارغ ہو گیا اور دوسرے اوصاف کے تفکرات سے
نجات حاصل ہو گئی۔ یہ دیوبند میں آپ کی طبیعت و سرشت میں موجود ہے۔ لیکن بے فائدہ عوارض کی غرض
فاشاک میں آپ نے اسے چھپا رکھا ہے۔ کیا کیا جاسکے۔ اس ظاہری جدائی کے باعث آپ میں کچھ زیادہ
ہی بے شائبہستی محسوس ہو رہی ہے۔ اس کا جلد تدارک کریں۔ اور بے استقامتی کو بین استقامت
جاتے ہوئے اس ظاہری دودھ کو دور کریں۔ اس گروہ صوفیاء کی جمیعت (مل جمعی) باقی مخلوق کی دلچسپی
کے علاوہ ہے جو اسباب و دوسروں کے لیے سکون کا باعث ہیں وہ ان کے لیے تفرقہ اور بے یقینی کا

سبب ہیں۔ مخلوق کی پراگندگی کے اسباب اعتقاد کرتے چاہیں تاکہ جمعیت حاصل ہو۔ اور اگر بعض محال مخلوق کی جمعیت کے اسباب میں ہی اس گروہ کو بھی جمعیت عطا کریں تو ایسی جمعیت سے ڈرنا چاہیے اور جناب حق سبحانہ میں التجا کرنی چاہیے تاکہ یہ جمعیت بلائے جان نہ رہ جائے۔ اور دوسروں کے حالات پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ سب کچھ اختلاف درجات کے مطابق تمام مراتب نقص و ورہونے سے پہلے ہے۔

فراقِ دوست اگر اندک است اندک نیست

دوست کی جدائی اگر تھوڑی بھی ہو تو تھوڑی نہیں

شرح طریقت نے بعض مریدوں کو ان کے تمام مراتب سلوک طے ہونے سے پہلے بھی تعلیم طریقت کی اجازت دی ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے حضرت مولانا یعقوب چرخئی کو تعلیم طریقت اور بعض منازل سلوک طے کرانے کے بعد فرمایا "اے یعقوب! جو کچھ ہم سے تجھے ملا ہے اسے مخلوق تک پہنچا دے۔ حالانکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے ان کو یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد مولانا علاؤ الدین کی خدمت میں رہنا چنانچہ آپ نے لیا و کلام حضرت علاؤ الدین کی خدمت میں انجام دیا۔ یہاں تک کہ مولانا عبد الرحمن جمالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نفحات الانس میں آپ کو پہلے خواجہ علاؤ الدین عطا اللہ فرمادے گا ایسی اجازت ملنے سے خود میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے اور اپنے آپ کو کالی نہیں سمجھنا چاہیے۔ مولانا یعقوب چرخئی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ ہامد الدین نقشبند قدس سرہ کے ارچنے و رچے کے مریدین میں سے ہیں۔ آپ ظاہری و باطنی ملوک کے جامع تھے۔ آپ کا اصل وطن علاقہ غزنویں میں قصبہ جرجند ہے۔ آپ عمر و دراز تک حضرت خواجہ علاؤ الدین عطا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہے ہیں۔ آپ کا مراد بارگ قصبہ لغمان علاقہ سہارن ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

اذا جالستم اهل الصديق فاجلسوہم جب ان صدق کی مجلس میں بیٹھو تو صف اول سے

یا الصدق فانہم جراسیس المقلوب یہ مقلوب کلمہ الی اللہ و لوں کے جاسوس ہیں جو تعلق

بہا خلون فی قلبہ بکھروینظرون الی دلوں میں داخل ہوتے ہیں اور تمہارے ارادوں کو

ہمدیکہ دیکھتے ہیں۔ (ارشادات صفحہ ۶۷)

۳۱۱ حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمن جمالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل لقب علاؤ الدین ہے (باقی برقم ۳۱۲)

حاصل ہوگی تو بھی بُری ہے اور اگر حاصل نہیں ہوگی تو بدتر۔

اے انصار! میں ہدایت دینے کے بعد عمار سے دلوں کو شیر عاتکہ اور میں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما بیشک تو ہی بے اندازہ عطا فرمانے والا ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۲

یہ مکتوب بھی میر محمد نعمان بدخشی کی طرف صادر فرمایا۔

ارباب جمعیت کی صحبت کی ترغیب اور اس کے مناسب امور کے بیان میں

شاید حضرت میر صاحب نے ہم کو فراموش کر دیا ہے کہ کبھی سلام و پیام سے یا نہیں فرمایا۔ فرمت بہت کم ہے اسے نہایت کم کامی میں صرف کرنا چاہیے۔ اور وہ ارباب جمعیت کی صحبت ہے۔ صحبت کے برابر کسی شے کو نہ جانے چاہیے کوئی بھی چیز ہر آپ کو معلوم نہیں کہ صحابہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بارگ کو انبیاء علیہم السلام کے علاوہ باقی سب لوگوں پر صحبت کی بنا پر یہی نصیحت حاصل ہوئی۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام اویس قرنی اور عمر مروانی سے افضل تھے۔ باوجودیکہ یہ دونوں بزرگ صحبت رسول علیہ السلام کے علاوہ باقی تمام درجات کی نہایت اور تمام کمالات کی غایت تک پہنچ چکے تھے۔ اسی صحبت کی فضیلت کی بنا پر ہی حضرت امیر معاویہ کی خطا ان دونوں کے صحابہ سے بہتر اور عمرو بن العاص کی سرور بکول ان دونوں کی ہوش و بیداری سے افضل تھی۔ کیونکہ ان بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایمان رسول پاک علیہ السلام کی زیارت، فرشتوں کے نزول و حضور و مشاہدہ وحی اور معائنہ معجزات کی وجہ سے شہرہ دی ہو چکا تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوا اور کسی کو بھی یہ کمالات نصیب نہیں ہو سکے ہو باقی تمام کمالات کی جڑ اور اصل ہیں۔ اگر حضرت اویس مستثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحبت کی یہ فضیلت اس خاصیت کے ساتھ جان جیتے قرآن میں صحبت کی اس فضیلت کے پائے سے کوئی چیز نہ روکتی۔ اور نہ ہی وہ صحبت کی اس فضیلت پر کسی اور شے کو ترجیح دیتے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے خاص کرتا ہے۔ اور اللہ شے سے افضل والا ہے۔

سکتہ در انھی بخشند آہے بزر و زر میسر نیست ایں کار

مگر ذکر آب حیات عطا نہیں کرتے۔ زود و زور سے یہ کام حاصل نہیں ہوتا

اے اللہ! اگرچہ تو نے اس دنیا میں میں طبقہ صحابہ سے پیدا نہیں فرمایا۔ مگر آخرت میں ہجرت

سید المرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام والقیات والتسلیمات میں گروہ صحابہ میں اٹھانا۔ (آمین اور السلام)

مکتوب نمبر ۱۲۱

یہ مکتوب بھی میرے غرضان کی طرف صادر ہوا۔

اس بیان میں کہ یہ راستہ سات قدم قرار پایا چلا ہے اور بعض دوست چھ قدم میں اپنی

منزل مقصود تک پہنچے ہیں۔

حضرت میر صاحب کے ہر وقت بے شمار دعائیں شامل حال ہوں۔ مدت ہوئی ہے کہ آپ نے اپنے حالات کے متعلق اطلاع نہیں دی۔ اور یہاں کے فقرہ کی خبر گیری نہیں فرمائی۔ الحمد للہ بھلائی والہ اللہ سبحانہ کی حمد و اس با احسان ہے کہ فقرہ خوش حالی ہیں۔ اجمال کے طور پر مقصود ہی بات بیان کرتا ہے:

اے محبت کے نشانات والے ایہ سلوک کا راستہ سات قدم قرار پایا چلا ہے۔ دو سنتوں کی ایک جماعت نے چھ قدم ہی میں اپنے کام کو انجام تک پہنچا دیا ہے۔ اور ایک گروہ نے پانچ قدم میں۔ اور ایک گروہ نے چار قدم اور ایک نے اپنے درجات کے فرق کے مطابق تین قدم ہی میں منزل مقصود کو پایا ہے۔ تین قدم والا بھی لوگوں کو اس راستہ کی تعلیم دے سکتا ہے تو وہ جماعت بطریق اولیٰ اس راستہ کی تعلیم دے سکتی ہے جو کئی قدم آگے جا چکی ہے۔ بلند جماعتی درجہ کا ہے۔ بتقریر و معمولی اشیاء پر کفایت کرنا ٹھیک نہیں۔ اس سے زیادہ کھٹنے کی گنجائش نہیں تھی۔ و السلام

مکتوب نمبر ۱۲۲

۵۱۱ ہجری شمسی کی طرف صادر فرمایا۔

بلند مدت جتنے کی ترقیب اور جو کچھ ادا آجائے اس کی طرف توجہ نہ کرنے کے بیان میں۔

لے آپ اتفاق فرمیں ۵۱۱ ہجری۔ ایک دفعہ جبکہ فرج کوئی قلعہ سر کرنے کی طرف متوجہ ہو چکی تھی آپ کو خواب میں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اسدی ابی البر ورضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سرور علما و کلام اور صحابہ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو فرمایا یہ سفر ختم ہونے کے بعد تم فرج سے (باقی برص ۱۲۲)

مولانا محمد طاہر خاں کا جواب دینے میں جیسے معذور جانیں۔ مولانا یا محمد طاہر خاں نقل و حرکت کی وجہ بتا دیں گے۔

جب آپ ہندوستان کے سفر کا پختہ ارادہ رکھتے ہیں تو چلے جائیں اور اہل و عیال کی خبر گیری کریں۔ (باقی التلاقی) باقی ملاقات کے وقت شمل مشہور ہے۔

دل کی دائمی حاضری اور اختیار کے بل بول سے پرہیز ضروری ہے۔ جنت بندہ رکھتی چاہیے۔ اور جو کچھ ملتا آجائے اس پر کفایت نہیں کرنی چاہیے۔ ۵

ما از پے نور سے کہ در مشرق احوال

از مغربی و کوب و شکوۂ گزشتیم

ہم اس نور کی خاطر ہو مشرق اترنا بنا ہوا ہے اجاب مغرب مستاروں اور غریب و کشادہ
فاق سے آگے گزر رہے ہیں۔

اس زمانہ کے اکثر فقرا و سیراب ہو جانے اور کفایت کے میدان میں مقیم ہو چکے ہیں۔ ان کی صحبت و محاسن و مرقاقل ہے۔ ان سے اس طرح دور بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ اسی طریقہ پر کار بند رہیں اور واقعات کو کچھ اہمیت نہ دیں۔ بھیڑ مکہ تاویل کی گنجائش کا میدان بڑا وسیع ہے۔
غراب و خیال کے مکر و قریب میں نہ آئیں۔ ۵

کیف الوصول الی سعادۃ و در نہا

خلل الجبال و دو نہن خیوفا

(بقیہ صفحہ ۳۱۵) چلے جانا اور فقر و فقر پر کاروائی اختیار کرنا۔ اس سفر سے واپسی پر آپ نے ایسا ہی کیا اور کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس بزرگ نے آپ کو فرمایا تمہارا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں معلوم ہوتا ہے۔ اور وہی دلاہود کی طرف جانے کا اشارہ فرمایا۔ آپ حضرت خواجہ باقی باہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چلے چند روز کے بعد حضرت خواجہ قدس سرہ کا وصال ہو گیا۔ تو آپ حضرت امام ربانی قدس سرہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کے آستانہ شریف کے پروردہ گئے۔ اور اس آستانہ سے اپنے فقر و عرفان کا حصہ لیا۔ آپ کو یہ سعادت حاصل تھی کہ آپ غلوت و بطرت میں عالم بیداری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت و ملاقات سے مشرف ہو سکتے تھے اور دست مبارک دیدار حبیب کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو تعلیم طریقت کی اہمات سے مکر و حیرت کی طرف روانہ فرمایا۔

(زبدۃ المقالات)

(ترجمہ) سعاد و عشقہ (تک پہنچنا آسان نہیں کیونکہ اس کے اور میرے درمیان
پہاڑوں کی بلند چوٹیاں اور خوفناک نشیب و فراز حائل ہیں۔

والسلام۔

بجور

اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی حسن توفیق سے حصہ دوم دفتر اول کا اُردو ترجمہ اختتام پذیر ہوا
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نورہم شہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ
اجمعین وعلینا معہم جو رحمتک یا ارحم الراحمین۔

بجور